ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۳ دسمبر ۱۹۵۷ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

بہن کے نام

از جناب خورشید عالم زاہدی

توصیف

تمہارا خط باعث مسرت ہے۔ میں نے اپنے سابقہ خط میں تمہیں نماز سے متعلق کچھ بتایا تھا اور اس سلسلہ میں تم نے یہ نہایت پُر لطف سوال پیدا کیا ہے کہ "مجھے سو فیصدی اس بات سے اتفاق ہے کہ نماز احکم الحاکمین کے حضور میں نیازمندانہ پیشی ہے۔ ادنےٰ غلام کی اپنے آقا کے حضور عرض و معروض ہے۔ راہ ہدایت پانے کے لئے ایک درخواست ہے کہ خفتہ سامان ہستی کے لئے گراں مایہ جلووں کی تلاش ہے اور دل آشفتہ کے لئے گہوارۂ سکون ہے۔ لیکن جس رب العالمین کے روبرو ایستادہ ہوں۔ جھکیں اور سجدہ ریز ہوں۔ اس ہستی کا ذہن میں مثالی اور تصوراتی خاکہ کیا ہونا چاہیئے" یہ سوال خوب ہے۔ اس سوال سے میں یہ اندازہ لگانے میں شاید غلطی پر نہیں کہ تمہارے دل میں اس وحدہٗ لا شریک سے رشتہ قائم کرنے کے لئے پاکیزہ جذبات موجود ہیں۔ اللہ تعالےٰ سورۃ المائدہ میں فرماتا ہے۔ "اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اُس کی خوشنودی کے طالب ہیں اور اپنے حکم سے انہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے..."

توصیف! میں حتمی طور پر یہ کہہ کر تمہیں افسردہ اور دل شکستہ کرنا نہیں چاہتا کہ اس حی القیوم کی ذات کا تصور کرنے کے لئے ہماری عقل بہت ہی محدود ہے۔ فہم و ادراک اس کی ہستی کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ ہمارا ذہن شعوری طور پر اُسی چیز کو سمجھ سکتا ہے۔ جس میں مادیت ہو۔ یا جس چیز کو لاشعور نے ہمارے دماغ کے کسی گوشہ میں محفوظ کر لیا ہو۔ وہ ہر جگہ ہے۔ کائنات کی ہر ایک چیز میں اسی کا جلوہ ہے۔ وہ عرش پر متمکن بھی ہے اور ہماری شہ رگ سے قریب تر بھی ہے۔ اس کے صفاتی ۹۹ نام ہمارے دل و دماغ پر ایک ایسا نقش بنا دیتے ہیں۔ جس سے اُس کو خالق تسلیم کرتے ہوئے سر نیاز جھکنے کے لئے ایک رقت سی محسوس کرتا ہے اور اس کا ذاتی نام اَللّٰہ ہے۔ اللہ اپنی ذات سے قرآن کریم میں اپنے بندوں کو مختلف آیات میں مختلف عنوانوں کے تحت روشناس کراتا ہے۔ جس سے انسانی تصور کے لئے مواد حاصل ہو جاتا ہے۔

سورۂ بقرہ میں ہے۔ "اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ حیّ و قیوم ہے۔ اُسے نہ اونگھ آتی ہے۔ نہ نیند۔ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اُسی کا ہے۔ کون ہے جو اُس کی اجازت کے بغیر اُس کے پاس کسی کی سفارش کر سکے۔ (کیونکہ) جو کچھ لوگوں کے آگے اور جو کچھ اُن کے پیچھے۔ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز پر حاوی نہیں الا یہ کہ وہ جس قدر علم ان کو دینا چاہے دیدے۔ اور اس کا تخت حکومت آسمان اور زمین (کی وسعت) پر چھایا ہوا ہے۔ اور ان کی حفاظت و نگرانی اسے گراں نہیں گذرتی اور وہ بڑی ہی بلند مرتبہ و عظیمُ الشان ذات ہے۔

"(اے پیغمبرؐ) آپ کہہ دیں کہ اے خدا! بادشاہی کے مالک تو جسے چاہے بادشاہی دیدے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے۔ جسے چاہے عزّت دیدے۔ اور جسے چاہے ذلیل کر دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں خیر و برکت (کا سررشتہ) ہے۔ بے شک تجھے ہر بات پر قدرت حاصل ہے تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور زندہ کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور جسے چاہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ وہ وحدہٗ لا شریک ہے۔ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ قبلہ حاجات وہی ہے۔ حقیقی اختیارات اُسی کے دستِ قدرت میں ہیں نفع اسی سے پہنچ سکتا ہے اور نقصان بھی ہمارے گناہوں کی پاداش میں اُسی سے پہنچ سکتا ہے۔ وَاللہُ وھوالسمیع العلیمْ اور اللہ ہی سب کی سُنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

دن اور رات۔ سورج۔ چاند۔ ستارے پھول اور پھل۔ خشکی اور تری۔ غرضیکہ تمام کائنات کا ذرّہ ذرّہ پکار پکار کر اس کے وجود کی پیغامبری کر رہا ہے۔ وہ وہی ہے کہ روز قیامت جس کی مٹھی میں زمین ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ کے گرد لپٹے ہوں گے۔ کائنات کی تخلیق سے پہلے بھی وہ موجود تھا۔ اور جملہ تخلیق کی فنا کے بعد بھی وہی موجود ہوگا۔ ہم اس کو اپنی مادی نگاہوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ البتہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ بہر حال ہمارے قلب و نظر اور محدود دماغ کو تسکین دینے کے لئے خداوند کریم نے ایک عام فہم مثال کے ذریعہ سورۂ نور میں اس طرح سمجھایا ہے "اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ ایک طاق ہے۔ جس میں ایک چراغ ہے اور چراغ ایک شیشہ میں ہے۔ شیشہ ایسا ہے کہ گویا ایک روشن ستارہ ہے۔ اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے۔ یعنی زیتون جو نہ شرقی جانب ہے نہ غربی جانب۔ اس کا تیل خود بخود جل اُٹھنے کو ہے۔ خواہ اُسے آگ نہ بھی چھوئے۔ روشنی پر روشنی ہو رہی ہے اللہ اپنے اس نور تک جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے۔ اور لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے۔

موسےٰ علیہ السلام باری تعالیٰ سے مُصر تھے کہ اپنے دیدار سے مشرف فرما لیکن رب العزت نے یہی فرمایا کہ اے موسےٰ! تو نہیں دیکھ سکتا۔ آخرکار اپنی ضیائے جمال ایک کرن لے کر کوہ طور پر ڈالی۔ بلا واسطہ نہیں بالواسطہ۔ جس طرح ہم کسی آتشی شیشہ سے سورج کی کرنوں کو اپنے مکان کے کمرہ کے اندر ڈال کر روشنی کر سکتے ہیں اور آتشی شیشہ سے گذر کر جانے والی کرنیں بھی اپنی

باقی صفحہ ۱۸ پر

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳ | ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۵۷ء | نمبر شمارہ ۳۱

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات

۵ دسمبر ۱۹۵۷ء کو بوقت دو بج کر اڑتالیس منٹ بعد دوپہر شیخ الاسلام حضرت مولینا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۔ حضرت مدنیؒ کی وفات سے عالم اسلام ایک عالم بے بدل اور صاحب باطن صوفی۔ ہندوستان جنگ آزادی کے ایک مایہ ناز اور جانباز سپاہی اور مسلمانان ہند ایک قابل اور مؤثر رہنما سے محروم ہو گئے۔ حضرتؒ کچھ عرصہ سے خون کے دباؤ کے مریض تھے۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۸۲ سال تھی آپؒ پچھلے ۱۷ سال سے جمعیتہ علمائے ہند کے صدر تھے۔ حضرت رحہ کے خدام اور معتقدین کی بہت بڑی تعداد برِ صغیر ہند و پاکستان بلکہ سارے عالم اسلام میں موجود ہے۔ جن میں عوام کے علاوہ بڑے بڑے علمائے کرام اور صوفیائے عظام بھی شامل ہیں۔

حضرت رحہ ۱۲۹۶ھ میں یوپی (انڈیا) کے ایک چھوٹے سے قصبہ بانگرمیئو ضلع اناؤ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کا اصلی وطن ٹانڈہ ضلع فیض آباد تھا۔ آپ کا تاریخی نام چراغ محمد تھا۔ بیس سال کی عمر میں اپنے والد محترم مولینا حبیب اللہ صاحبؒ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں تعلیم مکمّل کرنے کے بعد بارہ سال تک مسجد نبوی میں درس حدیث دیتے رہے۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران میں جب انگریزوں نے ترکوں کے خلاف ان سے فتویٰ حاصل کرنا چاہا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا اور ہر قسم کے دباؤ کے باوجود ان کے عزم و استقلال میں فرق نہ آیا

۱۹۱۷ء میں آپ اپنے اُستاد حضرت شیخ الہند مولینا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جزیرہ مالٹا میں قید کر دیئے گئے رہائی کے بعد ہندوستان تشریف لائے۔ اور تحریک خلافت میں حصہ لینا شروع کر دیا۔

دوسری جنگ عظیم کے وقت بھی انگریزوں نے آپؒ کو گرفتار کر لیا۔ آپ نے جیل میں ہر طرح کی سختیاں برداشت فرمائیں۔ اپنی عمر عزیز کے ۱۵ سال جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں گذارے۔ لیکن اپنے اصول سے سر مو انحراف نہیں فرمایا۔ برصغیر ہند و پاکستان کی گزشتہ نصف صدی کی جنگ آزادی میں آپؒ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپؒ جمعیتہ علماء ہند کے بانیوں میں سے تھے اور پچھلے ۱۷ سال جمعیتہ کے صدر تھے تقسیم ملک کے بعد ہندوستان کے ۴ ۱/۲ کروڑ مسلمانوں کی حقوق کی حفاظت کیلئے جمعیتہ کی سرگرمیاں محتاج بیان نہیں اور اس میں جمعیتہ کی صدر حیثیت سے حضرت کے بڑھ چڑھ کر کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ آپؒ کی وفات حسرت آیات سے مسلمانان ہند یتیم ہو گئے ہیں۔ ہمیں اس صدمہ میں ان سے پوری ہمدردی ہے اور ہم بارگاہ رب العزت میں دُعا گو ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو حضرت مدنیؒ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

حضرتؒ نیکی خلوص اور تقوےٰ کے مجسمہ تھے علوم دینیہ اور سیاسیات میں آپؒ کو بلند مقام حاصل تھا۔ آپؒ حضرت شیخ الہندؒ کے چند مخصوص شاگردوں میں سے تھے۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کے صحیح معنوں میں جانشین آپؒ ہی تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث تھے۔ پہلے طبیعت میں ظرافت تھی۔ مگر تقسیم ملک کے بعد اکثر مغموم رہتے تھے۔

حضرتؒ کی وفات پر ہندو پاکستان کے جن اصحاب نے تعزیتی پیغامات بھیجے ہیں۔ ان سب نے جنگ آزادی میں آپؒ کی گرانقدر خدمات خراج تحسین ادا کیا ہے۔ آپؒ کی وفات کی خبر معلوم ہوتے ہی جمعیتہ العلماء اسلام لاہور کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا اور اس اجلاس میں مندرجہ ذیل تعزیتی قرارداد منظور کی گئی۔

جمعیتہ علمائے اسلام لاہور کا یہ اجلاس حضرت شیخ الاسلام مولینا سید حسین احمد صاحب مدنی کے حادثۂ ارتحال کو دُنیائے اسلام کے لئے ایک سانحۂ عظیم قرار دیتا ہے۔ حضرت مدنیؒ کی وفات حسرت آیات سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا ہے۔ وہ ناقابلِ تلافی ہے۔ حق تعالےٰ سے ہم سب بخلوص قلب دُعا گو ہیں۔ کہ وہ حضرت اقدس کو اپنے جوار رحمت میں مقام عالی عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ جمعیتہ تمام مسلمانانِ پاکستان سے دُعائے مغفرت کی درخواست کرتی ہے۔

جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان کی طرف سے مندرجہ ذیل مضمون کے تار حضرتؒ کے صاحبزادہ مولینا اسعد اور مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کو ارسال کئے گئے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کی وفات حسرت آیات عالم اسلام کے لئے ایک ناقابلِ برداشت صدمہ ہے۔ جس کا اظہار الفاظ میں نہیں آ سکتا۔ جمعیتہ علمائے اسلام مغربی پاکستان آپ کے اس صدمہ میں برابر کی شریک ہے۔

حضرت رحہ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے کئی شہروں میں قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی ہوئی اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

قارئین کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی حضرتؒ کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اپنے قرب بلند میں درجات عطا فرمائے اور ہم سب کو آپؒ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین الہ العالمین۔

بین الاقوامی اسلامی مجلس مذاکرہ

قارئین حضرات نے اخبارات میں ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ سمبر کے آخر میں پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام مندرجہ بالا مجلس مذاکرہ لاہور میں منعقد ہو رہی ہے

ضروری اعلان [illegible]



خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ر جمادی الاوّل ۱۳۷۷ھ مطابق ۶ر دسمبر ۱۹۵۷ء

از جناب شیخ التفسیر مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

انسان کی ایک روحانی مہلک بیماری اور اس کا علاج

مہلک بیماری عصیان (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے) اور اس کا علاج یہ ہے کہ دل میں خوف خدا پیدا ہو تاکہ اس کی برکت سے انسان گناہ سے بچے

برادران اسلام: آپ دیکھیں گے کہ بعض خاندانوں میں بعض بیماریاں نسلی طور پر چلی آتی ہیں۔ مثلاً بعض خاندانوں میں دق کی بیماری چلی آ رہی ہے۔ بعض خاندانوں میں یہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ اس خاندان میں عورتیں تند خو اور درشت مزاج ہی ہوتی آئی ہیں۔ ایسے خاندانوں میں لوگ رشتہ کرنا پسند نہیں کرتے۔

علیٰ ہذا القیاس حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں عصیان کا سلسلہ نسلی طور پر آ رہا ہے

اگرچہ بقول شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ عصیان کے مراتب میں فرق ہے۔ مگر لفظ عصیان کا استعمال جدِ امجد اور اولاد کے حق میں یکساں طور پر قرآن مجید میں آیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے عصیان کا ذکر

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝

(سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶)

ترجمہ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا پھر ہم نے کہا اے آدم۔ بیشک یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے۔ سو تمہیں جنت سے نہ نکلوا دے۔ پھر تو تکلیف میں پڑ جائے۔ بے شک تو اس میں بھوکا اور ننگا نہیں ہوگا۔ اور بے شک تو اس میں نہ پیاسا ہوگا اور نہ تجھے دھوپ لگے گی۔ پھر شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا۔ کہا اے آدم! کیا میں تجھے ہمیشگی کا درخت بتاؤں اور ایسی بادشاہی جس میں ضعف نہ آئے۔ پھر دونوں نے اس درخت سے کھایا۔ تب ان پر ان کی برہنگی ظاہر ہو گئی۔ اور اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے۔ اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پھر بھٹک گیا۔ پھر اس کے رب نے اسے سرفراز کیا۔ پھر اس کی توبہ قبول کی اور راہ دکھائی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت آدم علیہ السلام کے عصیان پر تحریر فرماتے ہیں" یعنی جب حکم الٰہی کے امتثال میں غفلت و کوتاہی ہوئی تو اپنی شان کے موافق عزم و استقامت کی راہ پر ثابت قدم نہ رہے۔ اس کو غوایت و عصیان سے تغلیظاً تعبیر فرمایا ہے۔ بقاعدہ حسنات الابرار سیئات المقربین"

حاصل

یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عصیان (نافرمانی) عام انسانوں کی طرح نہیں تھا۔ بلکہ ان کی شان کے شایاں جو استقامت مناسب تھی اس درجہ سے ذرا درجہ نازلہ پر اتر آئے۔

عصیان آدم علیہ السلام کا واقعہ

سورۃ الاعراف میں

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ سورۃ الاعراف۔ رکوع ۲ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور اے آدم تو اور تیری عورت جنت میں رہو۔ پھر جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جاؤ۔ ورنہ بے انصافوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر انہیں شیطان نے بہکایا۔ "تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں۔ ان کے سامنے کھول دے۔ اور کہا کہ تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے نہیں روکا۔ مگر اس لئے کہ تم کہیں فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ اور ان کے روبرو قسم کھائی کہ البتہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں۔ پھر انہیں دھوکہ سے مائل کر لیا۔ پھر جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو ان پر ان کی شرمگاہیں کھل گئیں۔ اور اپنے اوپر بہشت کے پتے جوڑنے لگے۔

اور انھیں ان کے رب نے پکارا۔ کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تمہیں کہہ نہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ شیطان نے دھوکہ سے کہ آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو منع شدہ درخت میں سے کھلا ہی دیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا عصیان کس درجہ کا تھا۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"آدم و حوا شیطان کی قسموں سے متاثر ہوئے کہ خدا کا نام لے کر کون جھوٹ بولنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ شاید وہ سمجھے کہ واقعی اس کے کھانے سے ہم فرشتے بن جائیں گے یا پھر کبھی فنا نہ ہونگے۔ اور حق تعالےٰ نے جو نہی فرمائی تھی۔ اس کی تعلیل یا تاویل کر لی ہوگی۔ لیکن غالباً فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ اور اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى وغیرہ سے نسیان ہوا اور یہ بھی خیال نہ رہا کہ جب وہ مسجود ملائکہ بنائے جا چکے۔ پھر ملک (فرشتہ) بننے کی کیا ضرورت رہی۔ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔ (طٰہٰ رکوع ع۶) واضح ہو کہ امر و نہی کبھی تو تشریعاً ہوتے ہیں۔ اور کبھی شفقۃً۔ اس کو یوں سمجھو کہ مثلاً ایک تو ریل میں بدوں ٹکٹ سفر کرنے کی ممانعت ہے۔ یہ تو قانونی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کا اثر کمپنی کے حقوق پر پڑتا ہے۔ اور ایک جو گاڑیوں میں لکھا ہوتا ہے کہ مت تھوکو کہ اس سے بیماری پھیلتی ہے۔ یہ نہی شفقۃً ہے۔ جیسا کہ بیماری پھیلنے کی تعلیل سے ظاہر ہے۔ اسی طرح خدا کے اوامر و نواہی بعض تشریعی ہیں جن کی خلاف ورزی کرنے والا قانونی مجرم سمجھا جاتا ہے۔ اور جن کا ارتکاب کرنا ان حقوق کے منافی ہے۔ جن کی حفاظت کرنا تشریع کا منشا تھا۔ دوسرے وہ اوامر و نواہی ہیں۔ جن کا منشا تشریع نہیں۔ محض شفقت ہے۔ شاید آدم علیہ السلام نے اکل شجرہ کی ممانعت کو نہی شفقت سمجھا۔ اسی لئے شیطان کی وسوسہ اندازی کے بعد اس کی خلاف ورزی کرنے کو زیادہ بھاری خیال نہ کیا۔ مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام کی چھوٹی سی لغزش بھی ان کے مرتبۂ قرب کے لحاظ سے عظیم و ثقیل بن جاتی ہے۔ اس لئے اپنی غلطی کا ظاہری نقصان اٹھانے کے علاوہ مدت دراز تک توبہ و استغفار میں مشغول گریہ و بکا رہے۔ آخر کار ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى کے نتیجہ پر پہنچ گئے۔

بود آدم دیدۂ نور قدیم
موئے در دیدہ بود کوہ عظیم"

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے درخت کے کھانے کی ممانعت کو نہی تشریعی نہیں خیال کیا۔ بلکہ اس کو بھی شفقۃً اور مہربانی کی نہی تصور فرمایا اور ادھر شیطان نے ایسے سبز باغ دکھائے کہ آدم علیہ السلام جیسے مقرب الٰہی کو ایسے مدارج عالیہ کا حاصل ہونا تو محبوب ترین چیز معلوم ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا کہ اس لئے آپ کو اس درخت کے کھانے سے منع کیا گیا ہے کہ کہیں آپ فرشتے نہ ہو جائیں یا ہمیشہ بہشت میں نہ رہ جائیں۔ مقربین الٰہی تو سبھی یہ چاہتے ہیں کہ ہمیشہ ہی اسی مقام پہ قیام فرما رہیں۔ جہاں ہمیشہ ہمیشہ رحمت الٰہی کے انوار کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔ اور جہاں ہر ہفتہ وہاں کے رہنے والوں کو دیدار الٰہی سے مشرف کیا جاتا ہے۔ اور جس مقام کو نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ۔ ترجمہ (بہشت بہشتیوں کے لئے) بخشنے والے مہربان کا مہمان خانہ ہے۔ ہر مقرب الٰہی کے دل میں اس مقام کے قیام کی ہوس ہوتی ہے۔ اور چونکہ حضرت آدم علیہ السلام پاک طینت شریف طبع تھے۔ ان کے دل میں یہ وہم بھی پیدا نہیں ہو سکتا تھا کہ ابلیس ملعون اللہ تعالےٰ کے نام کی جھوٹی قسم کھا رہا ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام کے اس فعل کو عصیان کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مگر ان کے اس عصیان پہ عام فرمانبرداری کرنے والے انسانوں کی خوبیاں مقابلہ میں لائی جائیں تو یہ پاکیزہ خیال کا عصیان شائد دوسروں کی ہزارہا خوبیوں پہ بھی بھاری ہو۔ وہ عصیان کے مرتکب ہو کر بھی قرب الٰہی کے اس مقام پہ کھڑے ہوتے ہیں جہاں بڑے بڑے متقیوں کو رسائی نصیب نہیں ہو سکتی۔

اس کی وضاحت کیلئے ایک مثال

ایک معمولی دیہاتی گنوار اور ایک وزیر اعظم دونوں بادشاہ کی رعایا کے افراد ہیں۔ مثلاً وہ گنوار رزق کی تنگی سے تنگ آ کر ایک امیر کے گھر میں نقب لگا کر اناج کی بوری چوری کر کے لے آتا ہے۔ یا ایک گڈریئے کے بوڑ سے رات کو بکری چوری کر کے لے آتا ہے۔ اور گھر میں لا کر ذبح کر کے بال بچے کو کھلا دیتا ہے۔ یہ شخص بادشاہ کا مجرم ہے۔ اس کی سزا ہتھکڑی لگا کر جیل میں بھیجا جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل وزیر اعظم صاحب سے بادشاہ کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مثلاً بادشاہ سلامت نے اپنے درباریوں کو حکم دیا ہوا ہے کہ شاہی دربار ٹھیک دس بجے دن کے منعقد ہوگا۔ اس لیئے میرے آنے سے پہلے آپ سب لوگ پورے دس بجے دربار میں حاضر ہو جایا کریں۔ تاکہ میرے آتے ہی دربار کا کام شروع ہو جائے۔ اتفاق سے ایک دن وزیر اعظم صاحب دربار میں پندرہ منٹ دیر سے پہنچے۔ بادشاہ سلامت کو انتظار کرنا پڑا۔ اور درباری کاروبار میں پندرہ منٹ رکاوٹ رہی۔ وزیر اعظم کا پندرہ منٹ دیر سے آنا یہ جرم ہے۔ اس سے بادشاہ سلامت ناراض ہوئے۔ وزیر اعظم کو اس جرم کی سزا کیا ملی کہ جب وزیر اعظم نے بادشاہ کو سلام عرض کیا تو بادشاہ نے خندہ پیشانی سے جواب نہیں دیا۔ اور اس کے بعد دس منٹ تک بادشاہ نے وزیر اعظم سے بات چیت نہیں کی۔ اور دوسرے وزراء سے مخاطب ہوتا رہا۔ دس منٹ کے بعد بادشاہ نے وزیر اعظم کی طرف توجہ فرمائی اور درباری کاروبار شروع ہو گیا۔ وزیر اعظم معتوب ہونے کی حالت میں بھی بادشاہ سلامت کے دائیں طرف نمبر اوّل کی کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ اور لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں رعایا کے افراد سے اس وقت بھی بلند مقام رکھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے عاصی ہونے کی حالت میں بھی وہ اس مقام پہ فائز ہیں۔ جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہے۔

وزیر اعظم کی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی خصوصیات

(۱) اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ

بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝ (سورہ ص رکوع ۵ پ ۲۳)
ترجمہ:- جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان مٹی سے بنانے والا ہوں

(۲) فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝ (سورہ ص رکوع ۵ پ ۲۳)
ترجمہ:- پھر جب میں اسے پورے طور پر بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں۔ تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔

(۳) فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ (سورہ ص رکوع ۵ پ ۲۳۔ **ترجمہ**:- پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔

(۴) اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ (سورہ ص رکوع ۵ پ ۲۳)
ترجمہ:- مگر ابلیس نے نہ کیا۔ تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

(۵) فَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّکَ وَلِزَوْجِکَ فَلَا یُخْرِجَنَّکُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰی ۝) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پ ۱۶۔
ترجمہ:- پھر ہم نے کہا۔ اے آدم بے شک یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے۔ سو تمہیں جنت سے نہ نکلوا دے۔ پھر تو تکلیف میں پڑ جائے۔

یہ ثابت ہو گیا

گزشتہ پیش کردہ تفصیل سے یہ چیز پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عصیان تشفقی حکم تھا نہ کہ تشریعی۔

تشریعی احکام میں عصیان

آپ کی اولاد تشریعی احکام میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرتی آئی ہے۔ اور کر رہی ہے۔ اس کے متعلق متعدد شہادتیں

پہلی

ملائکہ عظام نے انسان کے عصیان پر مہر لگائی ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۝ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ ج الآیہ (سورۃ البقرہ رکوع ۴ پ ۱) **ترجمہ**:- جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا۔ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو فساد پھیلائے اور خون بہائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس الزام کی تردید نہیں فرمائی۔ ہاں یہ فرمایا۔ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) ترجمہ۔ بیشک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یعنی اس کے پیدا کرنے اور اسے اپنا نائب بنانے کی کچھ حکمتیں بھی ہیں جنہیں تم نہیں جانتے۔

دوسری

انسان کے عصیان (نافرمانی) پر اللہ تعالیٰ کی اپنی شہادت کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی (سورۃ العلق پارہ ۳۰)
ترجمہ:- ہرگز نہیں۔ بے شک انسان سرکش ہو جاتا ہے۔ جبکہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے

تیسری

وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْکَ ج وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَکِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ط وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ط حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْکَ یُجَادِلُوْنَکَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ (سورہ الانعام رکوع ۳ پ ۷۔
ترجمہ:- اور بعض ان میں سے تیری طرف کان لگائے رہتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں جن کی وجہ سے وہ کچھ نہیں سمجھتے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور اگر یہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہ لاویں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آ کر تم سے جھگڑتے ہیں تو کافر کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہی ہیں۔

چوتھی

وَهُمْ یَنْهَوْنَ عَنْهُ وَیَنْئَوْنَ عَنْهُ ج وَاِنْ یُّهْلِکُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۳ پ ۷۔ **ترجمہ**
اور یہ لوگ اس (قرآن مجید یا پیغمبر علیہ السلام) سے روکتے ہیں اور خود اس سے دور بھاگتے ہیں۔ اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور سمجھتے نہیں۔

پانچویں

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ج وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ج وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ط ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۷ پ ۹)

ترجمہ:- پھر میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیر دوں گا۔ جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔ اور اگر وہ ساری نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اسے اپنی راہ نہیں بنائیں گے۔ اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے اپنا راستہ بنائیں گے۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے بے خبر رہے۔

چھٹی

وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ ج رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ (سورہ یونس رکوع ۹ پ ۱۱)۔ **ترجمہ**
اور موسےٰ نے کہا اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں آرائش اور ہر طرح کا مال دیا ہے۔ اے رب ہمارے یہاں تک کہ انہوں نے تیرے راستہ سے گمراہ کر دیا۔ اے رب ہمارے۔ ان کے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ پس یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھیں۔

ساتویں

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ رکوع ۶ پ ۱)
ترجمہ۔ اور جب تم نے کہا اے موسےٰ ہم ہرگز تیرا یقین نہیں کریں گے۔ جبتک کہ روبرو اللہ کو دیکھ نہ لیں۔ تب تمہیں بجلی نے دیکھتے دیکھتے آ لیا۔

آٹھویں

وَظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی ط کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ط وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ (سورہ البقرہ رکوع ۶ پ ۱)
ترجمہ۔ اور ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا۔ اور تم پر منّ و سلویٰ اتارا۔ جو کچھ ہم نے تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا کی ہیں۔ ان میں سے کھاؤ اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا۔ بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

نویں

وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ (سورہ البقرہ۔ رکوع ۶ پ ۱)

ترجمہ:۔ اور جب ہم نے کہا کہ شہر میں داخل ہو جاؤ۔ پھر اس میں جہاں سے چاہو۔ بے تکلفی سے کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہتے جاؤ۔ بخش دے تو۔ ہم تمہارے قصور معاف کر دیں گے۔ اور نیکی کرنے والوں کو زیادہ بھی دیں گے۔ پھر ظالموں نے بدل ڈالا کلمہ سوائے اس کے جو انہیں کہا گیا تھا۔ سو ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کیا۔

یہ نو شہادتیں بطور نمونہ

پیش کی گئی ہیں جن سے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا تشریعی احکام الٰہی میں عصیان ثابت کیا گیا ہے۔ اگر سارے قرآن مجید میں سے اس عنوان کی مثالیں جمع کی جائیں تو کوئی بعید نہیں ہے کہ سینکڑوں جمع کی جا سکیں اور قرآن مجید کے پیش کردہ عصیان (نافرمانی) کی مثالوں میں بیشتر حصہ ایسے لوگوں کے حالات کا ہوگا۔ جو اسی عصیان کے باعث دُنیا سے لعنت کی موت سے کوچ کر گئے اور ابدالاباد (ہمیشہ ہمیشہ) کے لیئے دوزخ کا ٹکٹ لے کر گئے

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ انسانوں میں عصیان کی ایک روحانی مہلک بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس مہلک بیماری سے حضرات انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے فضل سے معصوم (پاک) ہوتے ہیں۔ سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کسی جماعت کے لیئے یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ اپنے مقبول بندوں میں سے جس کو چاہے عصیان سے محفوظ رکھے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء والله ذوالفضل العظیم۔

مرض عصیان کا علاج

آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ اطباء طب یونانی اپنی ادویات کی جب فہرست شائع کرتے ہیں تو سرورق پر لکھتے ہیں۔ (لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ) ہر مرض کے لیئے دوا موجود ہے۔ اسی پر روحانی امراض کے علاج کو قیاس کر لیا جائے طب روحانی کے نسخہ جات کا آسمان سے نازل شدہ مجموعہ قرآن مجید ہے۔ جس میں ہر ایک رُوحانی بیماری کا علاج موجود ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے۔ جس طرح مثلاً طب یونانی کی ایک اعلےٰ درجہ کی کتاب موجود ہو۔ جس میں ہر بیماری کے متعلق تشخیص اور مجرب ترین ادویات کے نسخے موجود ہوں۔ مگر جب تک حکیم حاذق موجود نہ ہو۔ جو بیماری کو پہچان سکے۔ اور بیماری کی صحیح تشخیص کرنے کے بعد اس کے مناسب اس کتاب سے نسخہ تجویز کرے۔ اس وقت تک کسی مریض کو فائدہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً مریض کو بخار ہے۔ بخار کی بہت سی قسمیں ہیں۔ پھر یہ کہ ہر قسم کے بخار کے لیئے علاج علیحدہ علیحدہ ہے حاصل یہ ہے کہ جب تک حکیم حاذق نہ ہو اس وقت تک اس طب کی کتاب سے مقدبہ فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا۔ اسی طرح جب تک کتاب و سُنّت کا ماہر عالم نہ ہو۔ اس وقت تک ایک جاہل نا تربیت یافتہ انسان جسے خود بھی علوم قرآنیہ کے متعلق بصیرت حاصل نہیں ہے۔ وہ انسانوں کو کس طرح رہنمائی کر سکتا ہے۔ جس طرح ہر فن میں ماہر خصوصی (اکسپرٹ) کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح قرآن شریف کے علوم و معارف سے استفادہ کرنے کے لیئے کتاب و سُنّت کے کسی ماہر خصوصی (اکسپرٹ) کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا ضروری ہے۔ جس کے روحانی تعلق کی کڑیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُبارک زمانہ تک جا ملتی ہوں آپ کو معلوم ہے کہ اصلی اور کھری چیز کمیاب ہوتی ہے اور نقلی اور کھوٹی چیز کی بہتات ہوتی ہے۔ جو شخص فقط کھری چیز لینا چاہے۔ اسے بفضلہٖ تعالیٰ یقیناً کھری چیز مل ہی جاتی ہے۔ اگرچہ کافی جد و جہد کے بعد ہی ملے۔ الحمد للہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کے کھرے عالم بھی موجود ہیں اور اصلی با خدا بھی موجود ہیں بشرطیکہ طلب صادق ہو۔

قرآن مجید میں مرض عصیان کا مختصر اور مجرّب ترین علاج

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (سورۃ النّزعٰت پارہ ۳۰)

ترجمہ اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکا۔ بے شک اس کا ٹھکانہ بہشت ہی ہے۔

نتیجہ

ہر عقلمند اس اعلان سے بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا ڈر ہی انسان کو خواہشات نفسانی سے روک سکتا ہے۔ انہیں خواہشات نفسانی میں مبتلا ہونے ہی سے تو عصیان پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ چیز واضح ہو گئی کہ خوفِ خدا کی برکت سے انسان مرض عصیان سے بچ سکتا ہے

خوف خدا کے باعث بُرائی سے بچنا اور نیکی کرنا

ثبوت دوئم

اس عنوان کا پہلا ثبوت (وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى) کی صورت میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب دوسرا ثبوت ملاحظہ ہو۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝	بے شک نیک ایسی شراب کے پیالے پیئیں گے جس میں چشمہ کافور کی آمیزش ہوگی۔
عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝	وہ ایک چشمہ ہوگا جس میں سے اللہ کے بندے پیئیں گے اس کو آسانی سے بہا کر لے جائیں گے۔
يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝	وہ اپنی منّتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی۔
وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝	اور وہ اسکی محبّت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔
اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝	ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لیئے۔ نہ ہمیں تم سے بدلا لینا مقصود ہے۔ اور نہ شکر گزاری
اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝	ہم تو اپنے رب سے ایک اُداس اور ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ پس اللہ اس دن کی مصیبت
الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً سے انہیں بچائے گا۔
وَّ سُرُوْرًا ۚ اور انکے سامنے تازگی اور خوشی لائیگا

یہ سب آئتیں سورۃ الدہر پارہ ۲۹ کی ہیں۔

حاصل

ان آیات میں غور کرکے دیکھئے۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالےٰ کا خوف غالب ہے۔ اس لئے گناہوں سے بچے ہوئے ہیں۔ اور نیکیوں میں تیز گام ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ کا خوف ہی انسان کی اصلاح کا کفیل اور ذمہ دار ہے۔

ثبوت سوم

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ تو اہل کتاب کو آدم کے
نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ دو بیٹوں کا قصہ صحیح
قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ طور پر پڑھ کر سنا دے
مِنْ اَحَدِهِمَا جب ان دونوں نے
وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ قربانی کی۔ ان میں سے
الْاٰخَرِ ؕ قَالَ ایک کی قربانی قبول ہوگئی
لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اور دوسرے کی نہ ہوئی
اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ اس نے کہا میں تجھے مار
مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ڈالوں گا۔ اس نے جواب
دیا اللہ پرہیزگاروں ہی
سے قبول کرتا ہے۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ اگر تو مجھے قتل کرنے
يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ کے لئے ہاتھ اٹھائے گا
مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ تو میں تجھے قتل کرنے
اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ کے لئے ہاتھ نہ اٹھاؤنگا
اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ میں اللہ رب العالمین
رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ سے ڈرتا ہوں۔

(سورہ المائدہ ع ۵ پ ۶)

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا انسان خود تو کسی سے برائی نہیں کرتا۔ بلکہ دوسرا کوئی برائی کرے تو اللہ تعالےٰ کے ڈر کے باعث اس کا مقابلہ نہیں کرتا۔

دربار رسالت سے اللہ تعالےٰ کا خوف پیدا کرنے والے چند اعلانات

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةٍ فَرَاَى النَّاسَ كَاَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرٰى اَلْمَوْتِ فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَاْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا يَتَكَلَّمُ فَيَقُوْلُ اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَ اَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَ اَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ وَ اِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّ اَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذَا وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ قَالَ فَيَتَّسِعُ لَهٗ مَدَّ بَصَرِهٖ وَيُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ وَ اِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّ لَا اَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِيْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَيُقَيَّضُ لَهٗ سَبْعُوْنَ تِنِّيْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِّنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَشْنَهٗ وَ يَخْدِشْنَهٗ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ ۔ (رواہُ الترمذی)

ترجمہ:۔ ابی سعید سے روایت ہے۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائے۔ دیکھا۔ کہ لوگ گویا ہنس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز کا اکثر ذکر کرتے رہو تو وہ تمہیں اس سے باز رکھے۔ جس کو میں دیکھ رہا ہوں۔ (یعنی تم کبھی نہ ہنسو) اور وہ (یعنی لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز) موت ہے۔ پس تم لذتوں کو فنا کر دینے والی موت کو اکثر یاد رکھو۔ واقعہ یہ ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا۔ جس میں قبر یہ نہ کہتی ہو کہ میں غربت کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ اور جب قبر میں مومن بندہ کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہو تو کشادہ مکان میں آیا ہے۔ تو میرے نزدیک بہت محبوب تھا۔ ان لوگوں میں سے جو مجھ پر چلتے ہیں۔ آج کے دن جب مجھے تجھ پر اختیار دیا گیا ہے تو میری طرف آیا ہے۔ پس تو عنقریب میرے اس نیک کام کو دیکھے گا۔ جو میں تیرے لئے کروں گی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ اس مومن بندے کے لئے کشادہ ہو جاتی ہے۔ جہاں تک کہ نظر کام کرتی ہے اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب فاجر یا کافر بندے کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے۔ نہ تیرا آنا مبارک اور نہ قبر کشادہ مکان ہے۔ تو میرے نزدیک ان تمام لوگوں میں سے جو مجھ پر چلتے ہیں۔ برا تھا۔ اور آج کے دن جب تجھے میرے سپرد کیا گیا ہے اور میری طرف آیا ہے۔ تو دیکھے گا میں تیرے ساتھ کیسا برا سلوک کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر قبر اس کو دباتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر نکل جاتی ہیں۔ ابو سعیدؓ نے کہا آپؐ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا۔ پھر بعض (انگلیوں) کو بعض کے اندر ڈال دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس مقبور پر ستر اژدہا مقرر کئے جاتے ہیں (ایسے اژدہا) کہ اگر ایک ان میں سے زمین پر پھنکار مارے۔ تو قیامت تک زمین سبزہ نہ اگائے۔ یہ اژدہا اسے کاٹتے اور نوچتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس بندے کو حساب کے لئے لے جایا جائے۔ ابو سعیدؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَ اَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاۤءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَ مَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاۤءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ

(رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ) **ترجمہ**: ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور (وہ چیز)

سُنتا ہوں جو تم نہیں سُنتے۔ آسمان آواز بُلند کرتا ہے اور اس کو آواز بُلند کرنے کا حق ہے۔ اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ آسمان میں چار انگشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں فرشتے خدا کے لئے اپنا سر رکھ کر سجدہ میں نہ پڑے ہوں۔ اللہ کی قسم اگر تم وہ جانو جو میں جانتا ہوں البتہ تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ۔ اور نہ عورتوں سے بستروں پر لذّت حاصل کرو اور تم جنگلوں کی طرف خدا سے نالہ و فریاد کرتے نکل جاؤ۔ اس حدیث کو بیان کرکے ابوذرؓ نے کہا۔ کاش میں درخت ہوتا۔ جس کو کاٹ ڈالا جاتا۔

عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ جَلَّ ذِکْرُہٗ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَکَرَنِیْ یَوْمًا اَوْخَافَنِیْ فِیْ مُقَامٍ (رواہ الترمذی والبیہقی فی کتاب البعث والنشور)

ترجمہ:۔ انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ (قیامت کے دن) فرمائے گا۔ (یعنی ان فرشتوں سے جو دوزخ پر متعین ہیں) اس شخص کو آگ میں سے نکال دو۔ جس نے مجھے ایک دن بھی یاد کیا ہو یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہو۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اَھُمُ الَّذِیْنَ یَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَیَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا یَا ابْنَتَ الصِّدِّیْقِ وَلٰکِنَّھُمُ الَّذِیْنَ یَصُوْمُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ وَھُمْ یَخَافُوْنَ اَنْ لَّا یُقْبَلَ مِنْھُمْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ)

ترجمہ:۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا وَالذین یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ۔ (یعنے وہ لوگ جو دیتے ہیں۔ جو کچھ کہ دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل ڈرتے ہیں) کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں کہ شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہ اے صدیقؓ کی بیٹی۔ بلکہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ صدقہ دیتے ہیں اور اسکے باوجود وہ خدا سے ڈرتے ہیں کہ ان کے ان اعمال کو (شاید قبول نہ کیا جائے) یہی وہ لوگ ہیں۔ جو نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں

دعا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے خوف کی نعمت عطا فرمائے اور اسکی برکت سے

مجلس ذکر

منعقدہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :۔

انسان کا اپنے اعمال سے کیا تعلق ہے

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم ۵

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفےٰ امابعد آج کا عنوان ہے۔ انسان کا اپنے اعمال سے کیا تعلق ہے؛

انسان پر اس کے عمل کا اثر پڑتا ہے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ عمل کیا اور وہ ضائع ہو گیا۔ وہ ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ج وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورۃ النحل رکوع ۱۳ پ ۱۴)۔ ترجمہ (جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے۔ تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو وہ کرتے تھے)

نیک کام وہ ہے۔ جس میں فقط اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو۔ جس کام میں اللہ تعالےٰ کے سوا غیر اللہ کی رضا بھی مطلوب ہو۔ وہ نیکی کے دائرہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور یہ شرک ہے۔ غیر اللہ کی رضا کی نفی ضروری ہے۔ یعنی اللہ کے لئے ہے اور غیر اللہ کے لئے نہیں ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں۔ وہ شرک اصغر ہے (چھوٹا شرک) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ شرک اصغر کیا ہے۔ فرمایا۔ ریا

نیکی کے کام ہندو، سکھ اور عیسائی بھی کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں سے زیادہ کرتے ہیں۔ سر گنگا رام ہندو تھا۔ مگر لاہور میں اس کا بنایا ہوا سر گنگا رام ہسپتال اب تک موجود ہے۔ گلاب دیوی ہسپتال۔ جانکی داس۔ جمعیت سنگھ ہسپتال۔ یہ سب بے ایمانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ کیا عبداللہ جان یا فاطمہ بی بی نے بھی کوئی ہسپتال بنایا۔ لاہور میں اس معاملہ میں مسلمان ہندو سکھ کے مقابلہ میں مُنہ دکھانے کے قابل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو انسان کی رگ رگ سے واقف ہے۔ اس کو پتہ تھا کہ ہندو سکھ بھی نیکی کے کام کریں گے۔ اس لئے اس نے وَھُوَ مُؤْمِنٌ (اور وہ ایماندار بھی ہو) کی شرط لگا دی۔ سر گنگارام۔ گلاب دیوی جانکی داس۔ جمعیت سنگھ کسی میں ایمان نہیں تھا۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے نیکی کے بدلے دُنیا میں عزّت اور آخرت میں نجات دینی تھی۔ اس لئے ایمان کی قید لگا دی۔ انسان نے اپنی طاقت کے مطابق نیکی کی اور اللہ تعالےٰ اپنی شان کے مطابق جزا دے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے عمل کا اثر اس کی زندگی پر پڑتا ہے۔ نتیجہ عمل پر مرتب ہوتا ہے۔ جو نیکیاں یہاں کرکے جائیں گے۔ ان کا نتیجہ آگے بھی برآمد ہوگا۔ عمل کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کیا اور گیا۔

اب تصویر کا دُوسرا رخ دیکھئے۔ جن کو اللہ تعالےٰ کے احکام کی پرواہ نہیں۔ جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ سے آزاد ہیں۔ جن کا دُنیا ہی اوڑھنا

اور دُنیا ہی بچھونا ہے۔ ان کے متعلق فرماتے ہیں۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ٥ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ٥ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ٥ (سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پ ۱۶)

ترجمہ:۔ اور جو میرے ذکر سے مُنہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔ کہے گا اے میرے رب تونے مجھے اندھا کرکے کیوں اُٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں۔ پھر تونے انھیں بُھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بُھلایا گیا ہے۔

عربی دان حضرات ہی اس کلام کا زور سمجھ سکتے ہیں۔ اِنَّ تاکید مضمون جملہ کے لئے آیا ہے۔ یعنی اس میں ذرہ شک نہیں کہ نافرمانوں کے اعمال کے یہی نتائج نکلیں گے۔

دوسری جگہ اس قسم کے لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں۔ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ (سورہ الجاثیہ۔ رکوع ۳ پ ۲۵)

ترجمہ:۔ (بھلا آپ نے اس کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا)۔ یہ اُن لوگوں کا ذکر ہے جو رضائے مولا برہمہ اولیٰ۔ کے مطابق نہیں۔ بلکہ اپنی خواہش کے ماتحت زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کو دُنیا میں چین نصیب نہ ہوگا۔ اور قیامت کے دن ان کو اندھا کرکے اُٹھایا جائے گا۔ قیامت کے دن ان سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے دُنیا میں ہمارے احکام کو نظر انداز کر دیا تھا۔ آج ہم تمہیں اپنی رحمت سے دُور فرما دیں گے۔ غرضیکہ اعمال پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔

دُنیا میں بھی ایک منٹ سے پہلے جزا یا سزا ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے تو پتہ چلتا ہے۔ دادا یا نانا بن جانے سے پتہ نہیں چلتا۔ عُمر اور چیز ہے۔ سمجھ اور چیز۔ اعمال انسان کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں۔ لہذا اعمال کو سوچ سمجھ کر کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥ (سورۃ الحشر رکوع ۳ پ ۲۸) ترجمہ:۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو۔ اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

ایمان داروں سے خطاب ہو رہا ہے کہ خدا سے ڈرو۔ دو دفعہ اِتَّقُوا اللّٰهَ فرمایا۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تم اگر نہ بھی چاہو گے تو اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال کے نتائج مرتب کرکے رہیگا چور تو چاہتا ہے کہ میں چوری کروں۔ اور پکڑا نہ جاؤں۔ مگر پولیس نقش پا سے پتہ لگا کر گرفتار کر لیتی ہے۔ قاتل تو چاہتا ہے کہ میں قتل کر کے بھاگ جاؤں۔ مگر پولیس سراغ نکال ہی لیتی ہے۔ یہ مت سمجھئے کہ ہم نے جو عمل کیا وہ گیا۔ نہیں بلکہ وہ کرنے والے سے چمٹ گیا۔ ہم نیکی یا بدی کرینگے تو اس کے نتائج دُنیا اور آخرت دونوں جگہ مرتب ہوں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا جامعیت میں کوئی ہم پلہ نہیں۔ علمائے کرام اور اولیائے عظام تو بڑے بڑے گذرے ہیں۔ مگر جامعیت میں جو ان کا رتبہ ہے وہ کسی کو حاصل نہیں۔ شاہ صاحب رح نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں احکام شرعیہ کے رموز و اسرار بیان فرمائے ہیں۔ اس کتاب کے ایک باب کا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔

اس میں شاہ صاحب رح فرماتے ہیں۔ کہ انسان کے اعمال کا اس سے چار قسم کا تعلق ہے۔ (۱) پہلا درجہ یہ ہے کہ نفس ارادہ کرکے اُٹھتا ہے اور کام کرتا ہے اس کو وہ انبعاث النفس فرماتے ہیں۔ (۲) دوسرا درجہ ہے عود الی النفس۔ یہ وہی چیز ہے جس کو آپ REACTION کہتے ہیں یعنی عمل کا اثر لوٹ کر آتا ہے (۳) تشبث بذیل النفس۔ یعنی عمل کا اثر لوٹ کر نفس پر پڑتا ہے۔ (۴) احصاء النفس یعنی نفس اس کو محفوظ رکھتا ہے۔ مثال عرض کرتا ہوں۔ جس سے آپ سمجھ جائینگے ایک بچہ کتابت شروع کرتا ہے۔ پہلے وہ ٹیڑھا الف لکھتا ہے۔ چھ ماہ مشق کرنے کے بعد وہ قلم برداشتہ لکھنے لگتا ہے۔ اگر عمل کا اثر نہ ہوتا تو یہ بچہ سو سال بھی ٹیڑھا الف ہی لکھتا رہتا۔ ہاتھ نے عکس لیا تو چھ ماہ بعد اعلےٰ درجہ کا کاتب بن گیا۔ ہر کام میں یہی ہوتا ہے مدینہ منوّرہ میں مولوی حبیب اللہ نے ایک حافظ صاحب سے مجھے ملایا جو ایک رکعت میں سارا قرآن اور دوسری میں بیس پارے پڑھتے ہیں۔ اگر عکس نہ لیتے تو قرآن مجید کس طرح یاد ہوتا۔ ہر کام میں یہی چار درجے ہیں۔ جو شاہ صاحب رح نے بیان فرمائے ہیں۔

کسی اللہ والے نے کہا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

نیکی کروگے تو اس کا اثر پڑے گا۔ بدی کروگے تو اس کا اثر پڑے گا۔ دُنیا اور آخرت دونوں جگہ نیکی اور بدی کا اثر پڑے گا۔ البتہ ایک چیز ہے کہ اگر پہلے بدی کرتا رہا اور بعد میں توبہ نصیب ہو گئی۔ تو رُخ پھر جائیگا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ٥ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰۗىِٕكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ٥ (سورہ البقرہ رکوع ۱۹ پ ۲)

ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ، ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ اُن پر لعنت کرتا ہے۔ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور ظاہر کر دیا۔ پس یہی لوگ ہیں کہ میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا۔ نہایت رحم والا ہوں۔

پہلے لعنت پڑی پھر توبہ کر لی تو مرحوم بن گئے۔ جاہل کو کاتم نہیں کہا جاتا کتاب و سنّت کا عالم ہی کاتم ہو سکتا ہے۔ جو عالم ہو کر دوسروں کو نہ سکھائے اس پر لعنت پڑتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ عالم کے لئے پانی میں مچھلیاں اور چیونٹیاں اپنے بلوں میں دُعائے رحمت کرتی ہیں۔ جو چیزیں رحمت کی دُعا کرتی ہیں۔ جب لعنت پڑے گی۔ تو یہی چیزیں لعنت

کی دعا کریں گی۔ وہ تو اس کی مرضی کے تابع ہیں۔ جو اوپر موجود ہے۔ ان چیزوں کو دیدہ ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی لعنت کو دیکھتی ہیں کہ ادھر سے لعنت آ رہی ہے۔ اب آگے دیکھئے جو کتمان سے توبہ کرکے اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ قانون کی اشاعت کرنے لگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو جاتے ہیں ان کو تو صرف ان کی رضا ہی مقصود ہوتی ہے۔ وہ راضی ہیں تو یہ خوش ہیں اور کوئی راضی رہے یا نہ رہے۔

محلہ ککے زئیاں میں حافظ رستم امام تھے وہ چھپ کر میرے درس میں آیا کرتے تھے۔ ایک دن مجھے کہنے لگے کہ محلہ والوں کو پتہ لگ گیا ہے اور رات انہوں نے مجھے کہہ دیا کہ حافظ جی رات کو ہی نکل جایئے۔ ہم نے صبح مسجد دھو کر نماز پڑھنی ہے۔ اگر عالم کتمان حق نہ کریں تو کیا یہ ہو سکتا ہے؟ انہوں نے رجوع کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے لعنت واپس لے لی۔

یاد رکھئے اگر آپ نیکی کریں گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دُنیا اور آخرت میں چین نصیب ہوگا۔ چین نہ دو لاکھ کی کوٹھی اور نہ بیس ہزار کی موٹر میں ہے اگر کوٹھی میں اللہ کا نام نہیں تو میں بن دیکھے اللہ کے فرمان کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ کوٹھی والوں کو چین نہ ہوگا چھلنی میں چھید کم ہونگے اور ان کے دل میں غموں کے چھید زیادہ ہوں گے۔ کہتے ہیں تو منہ کالا ہوتا ہے۔ چھپاتے ہیں تو دل جلتا ہے۔ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا (سورہ انعام۔ رکوع ۱۴ پ ۸) — ترجمہ۔ تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں

اے اللہ تو بھی سچا ہے اور تیرا کلام بھی سچا ہے۔ چین اللہ تعالےٰ کے فضل کے سوا کسی چیز میں نہیں ملتا۔

ایک غریب مسلمان عشاء کی نماز پڑھ کر روکھی روٹی کھا کر چین سے چٹائی پر سوتا ہے۔ ع

لنگے زیر لنگے بالا نے غمِ دُزد نہ غمِ کالا

گناہ پر گرفت فرمالیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ بعض کی گرفت میں دیر فرما دیتے ہیں۔ یہ ان کی بدنصیبی ہے۔ مہلت دیدے تو اس کا غضب ہے۔

یہ بھی قانون کی ایک شق ہے۔ اس کو استدراج کہتے ہیں۔ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝ (سورہ القلم رکوع ۲ پ ۲۹)

ترجمہ۔ ہم انہیں بتدریج (جہنم کی طرف) لے جائیں گے۔ اس طور پر کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی اور ہم ان کو ڈھیل دیتے ہیں۔ بے شک ہماری تدبیر بڑی زبردست ہے۔

مہلت دینے کا یہ مطلب ہے۔ کہ وسط جہنم میں ڈالا جائے گا۔ گرفت کر لیتے تو شاید بچ جاتے۔ نیکی کرنے سے دُنیا میں راحت اور آخرت میں نجات نصیب ہوگی۔ بدی کرنے سے دنیا میں بے چینی اور آخرت میں عذاب الٰہی میں مبتلا فرمائیں گے۔ حقیقی عزت اللہ والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ دنیا دار کی عزت تو اس کی شر سے بچنے کے لئے کی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ يُكْرَمُ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ (ترجمہ۔ بعض آدمیوں کو ان کی شر سے بچنے کے لئے عزت کی جاتی ہے۔) منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ (سورہ النسآ رکوع ۲۰ پ ۵)

ترجمہ۔ کیا اُن کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں۔ سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

امروٹ شریف میں میں نے خود دیکھا ہے کہ بعض اوقات اندر بھی فاقہ اور باہر بھی فاقہ ہوتا تھا۔ لیکن مجال ہے کہ حضرتؒ کی عزت میں فرق آئے۔ کہیں سے ایک خربوزہ آ گیا۔ تو حضرتؒ اندر باہر سب میں بانٹ دیتے۔ کہیں سے شہد کی بوتل آ گئی۔ تو سب میں تقسیم فرما دیتے۔ ختم نبوت کے سلسلہ میں انکوائری کمیٹی کے سامنے خواجہ ناظم الدین کو بھی شہادت کے لئے بلایا گیا تھا۔ وہ گورنر جنرل اور وزیر اعظم رہ چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ جس دن وہ عدالت میں آئے۔ کسی کنسٹبل نے بھی ان کو سلام نہیں کیا۔ اللہ والوں کے ہاں فاقہ بھی رحمت ہوتا ہے۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے نہیں ہونے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو عزت عطا فرماتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں تو نہ یہاں عزت ہوگی اور نہ آخرت میں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس سے وہ راضی رہے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

محمدی شان کا ایک اجمالی نقشہ

از جناب مولینا محمد سعید احمد صاحب ڈونگہ بونگہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ
فاما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم وما ارسلنٰک الا
رحمۃ للعالمین ہ

؎ ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مدائح اور صفات عالیہ اس قدر زیادہ اور حیرت انگیز ہیں کہ عقل انسانی کی وہاں تک رسائی ہی نا ممکن ہے بلکہ ہم نبی آدم علیہ السلام تو آپ کو صحیح طور سے پہچان بھی نہیں سکتے تو آپ کے مقامات پر بحث کس طرح کر سکتے ہیں۔ محض ثواب حاصل کرنے کی خاطر ایک اجمالی بیان کرتا ہوں کہ شاید دربار رسالت میں پسند آ جاوے۔ تو میرا اور پڑھنے سننے والوں کا ذریعہ نجات بن جاوے۔ اور میرے اس اجمالی بیان سے بعینہ اس بڑھیا عورت کی مثال ہے۔ جس نے سیدنا یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں ایک کچے تاگوں کی گٹھی پیش کرکے نام درج کرا لیا تھا ؎

گر قبول افتد زہے عزو شرف

در اصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان قرآن ہے۔ جتنی کسی کو قرآن میں مہارت ہوگی۔ اتنی ہی اس کو حقیقت محمدیؐ اور شان محمدیؐ سے واقفیت ہوگی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُنت نبیًا وادم بین الماء والطین اور ایک روایت میں ہے۔ کنت نبیا و ادم بین الروح والجسد مقصد یہ ہے کہ ثبت لی النبوۃ و ادم صورۃ بلا روح۔ کمافی شرح المصابیح اور حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے تحریر فرمایا کہ ایک روایت میں ہے کہ زمین و آسمان پیدا کرنے سے ۱۴ ہزار سال پہلے اللہ تبارک و تعالےٰ نے آپؐ کا نور بنایا تھا۔ روز میثاق میں جب اللہ تعالےٰ نے تمام ارواح کو خطاب کرکے فرمایا۔ الست بربکم۔ ترجمہ۔ کیا میں تمہارا رب نہیں۔ تو تمام انبیائؑ اولیاء کی ارواح نے آپؐ کی طرف توجہ فرمائی۔ آپؐ نے سب سے اول جواب دیا بَلیٰ (ہاں) آپؐ کے فرمانے سے تمام ارواح نے بھی کہا بلیٰ۔

برادران ملت وہ کونسا کلمہ گو ہے۔ جسے خیر الخلائق سید البشر خاتم الانبیا والمرسلین علیہ الصلوٰۃ کی ولادت با سعادت پر فخر نہیں۔ ہر مسلم حضور سراپا نور کے وجود باجود کو ابر رحمت خیال کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ آپ رحمۃ للعٰلمین ہیں۔ عید میلاد النبی مسلمانوں کو حضور سراپا نور کے ظہور کی خوشی اس لیے ہے کہ آپؐ کی برکت سے انہیں وہ آبحیات ملا۔ جس سے وہ دنیا میں مُردہ قوم سے زندہ قوم بن گئے۔ آپؐ کے پیدا ہونے سے جو روشنی ہوئی۔ اس سے مشرق و مغرب کی تمام چیزیں آپ کی والدہ ماجدہ نے دیکھ لیں اور چراغ بے نور ہو گیا۔ فارس کا آتشکدہ جو ہزار سال سے کبھی نہیں بجھا تھا فوراً بجھ گیا۔ دریا طبریا خشک ہو گیا۔ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا۔ اور ۱۴ کنگرے گر گئے۔ مکہ کے تمام بُت سجدہ میں گرے۔ پیدائشؐ کے ساتھ ساتھ آپ کی شان رحمت یہ تھی۔ کہ جس فاقہ زدہ دائی حلیمہؓ) دایا نے ان کو اپنی خشک چھاتیوں سے لگایا۔ تو ان سے دودھ کے فوارے اُبل پڑے۔ جس دُبلی اونٹنی پر آپؐ کو سوار کرایا گیا۔ وہ سب سے آگے چلنے لگی۔ جس گھر میں آپؐ کو اُتارا گیا۔ اس کی بکریاں باوجود قحط سالی کے دودھ سے بھر گئیں اور موٹی تازی فربہ ہو گئیں۔ لکھا ہے کہ دوسروں کے ریوڑ وہیں اسی جنگل سے گھاس نہ ہونے کی وجہ سے بھوکے آتے اور آپ کی بکریوں کے پاؤں کے نیچے آپؐ کی برکت سے تازہ گھاس فوراً اُگتا۔ اور بکریاں کھا لیتیں۔ جس بستی میں آپ نے پرورش پائی۔ اس پر برکتیں نازل ہونے لگیں۔ بچپن میں ہی جب وہ دایا مائی حلیمہؓ کی گود میں تھے۔ ہر طرف سے نظریں آپؐ کی طرف اُٹھنے لگیں۔ جب صبح اُٹھتے تو بالوں میں کنگھی تیل کیا ہُوا ہوتا۔ آنکھوں میں سُرمہ لگا ہُوا ہوتا خوش بُو جسم مبارک سے مہکتی۔ ان کا بچپن دوسروں کے بچپن سے الگ تھا۔ کبھی گالی گلوچ لڑائی جھگڑے میں ان کو کسی نے نہیں دیکھا۔ زبان پر اللہ کی تسبیح و تہلیل تھی۔ باپ کا سایہ تو پہلے ہی سے اُٹھ چکا تھا۔ ماں کا سایہ چھ سال کی عُمر میں اُٹھ گیا۔ آٹھ سال کی عمر تھی کہ دادا عبدالمطلب بھی چل بسے۔ پھر ابو طالب نے اپنی پرورش میں لے لیا۔ اس دوران میں آپؐ بکریاں چرایا کرتے۔ کبھی یہود ان کو دیکھتے تو معصوم اور منوّر چہرہ میں نبوّت کی علامات دیکھ کر بے ساختہ بول اُٹھتے کہ یہی نبی آخر الزمان ہونے والا ہے۔ آپؐ کی دیانت امانت، سچائی، رحمدلی پاکیزگی کا شہرہ ہر طرف تھا۔ اپنی قوم میں محبوب تھے۔ محمد صادق امین کے معزز لقب سے ہر طرف پکارے جاتے تھے۔ ان کے فیصلہ پر بڑوں بڑوں کی گردنیں جھک جایا کرتی تھیں

سبحان اللہ۔ خلق الانسان علمہ البیان کے مصداق حضورؐ ہی ہو سکتے تھے۔ کیونکہ کامل انسان آپؐ ہی تھے بشریت کی تمام خامیاں آپؐ سے نکال دی گئی تھیں۔ تین دفعہ آپؐ کا سینہ مبارک چاک کرکے قلب مبارک کو زمزم سے دھو کر انوار سے اور طرح طرح کے علوم سے بھر دیا گیا۔ آپؐ کی بشریت اور ہماری بشریت میں بڑا نمایاں فرق ہے ؎

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

کسی شاعر نے یوں ترجمانی کی ہے ؎

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا کَالْبَشَرْ
یاقوتٌ حَجَرٌ لَا کَالْحَجَرْ

ترجمہ۔ حضور علیہ السلام بشر ہیں۔ عام بشر نہیں۔ یاقوت پتھر ہیں۔ مگر عام پتھر نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کامل انسان اور سیّد البشر تھے۔ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ سو گئے اور جب اُٹھے تو وضو نہ کیا اور اسی طرح نماز ادا کی اور فرمایا۔ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی (رواہ البخاری) حضورؐ کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

باقی صفحہ ۱۸ پر

الاسماء الحسنیٰ منظوم

مرتبہ جناب منشی عبدالرحمٰن صاحب دانش بمبئی

میرے اللہ اے میرے رحمٰن[1]
بخش دے یک قلم مرے عصیان

میرے حالِ تبہ پہ کر کے نظر
رحم کر یا رحیم[2] تو مجھ پر!

اے ملِک[3] دو جہاں کے شاہنشاہ
دین و دنیا میں رکھ بعزت و جاہ

میرے قدّوس[4] آبِ رحمت سے
دل مرا صاف کر کدورت سے

تندرستی دے یا سلام[5] مجھے
ساتھ صحت کے رکھ مدام مجھے

میرے مؤمن[6] میری امانت کر
اے مہیمن[7] میری حفاظت کر

کر عزیزِ جہاں عزیز[8] مجھے
کر عطا عزت و تمیز مجھے

کارسازِ جہاں ہے تو جبّار[9]
میرے بگڑے ہوئے بنا دے کار

متکبّر[10] ہے تو کبر تجھ کو سزا
مجھ کو کبر و غرور سے تو بچا

کر عطا حسنِ خلق یا خالق[11]
ہمسروں میں کر افضل و فائق!

کر بری تہمتوں سے یا باری[12]
خلق میں ہو نہ ذلّت و خواری

یا مصوّر[13] تو نیک صورت دے
نیک سیرت دے نیک طینت دے

ہوں گنہگار بخش یا غفّار[14]
الاماں تیرے قہر سے قہّار[15]

بخش وہّاب[16] مجھ کو مال و منال
لطف سے اپنے کر دے مالا مال

مجھ کو رزّاق[17] بخش رزقِ حلال
تنگیٔ رزق کی مصیبت ٹال

بابِ رحمت تو کھول دے مجھ پر
میرے فتّاح[18] مشکلیں حل کر

علم دے یا علیم[19] اور عمل
رازِ مخفی تمام کر دے حل

زور و قوت دے مجھ کو یا قابض[20]
دشمنوں پر رہوں سدا قابض

مجھ پہ باسط[21] ہو تیرا خوانِ بسیط
تیرا لطف و کرم ہو سب پہ محیط

دشمنوں کو مرے دکھا نیچا
تو ہی خافض[22] ہے اے مرے مولا

دونوں عالم میں مجھ کو یا رافع[23]
رکھ تو فرخندہ بخت خوش طالع

مجھ کو رکھ یا معز[24] عزت سے
باز رکھ یا مذلّ[25] ذلّت سے

کر عطا یا سمیع[26] شنوائی
دے مجھے یا بصیر[27] بینائی

اے حکم[28] اتنا دے مجھے امکاں
ہوں ترے حکم سے نہ رو گرداں

آئے یا عدل[29] جب عدالت پر
رحم فرمانا میری حالت پر

میں ہوں بندہ کمال زار و نحیف
لطف سے یا لطیف[30] کر دے لطیف

مجھ کو کر یا خبیر[31] واقفِ کار
تا کھلیں مجھ پر سب ترے اسرار

مجھ کو دے یا حلیم[32] طبعِ حلیم
ہو عطا یا عظیم[33] خُلقِ عظیم

بخش دے یا غفور[34] میرے قصور
اس جہاں سے مجھے اٹھا مغفور

غم سہوں دل پہ یا سرور کروں
شکر تیرا ہی یا شکور[35] کروں

اے خدائے زمن علی[36] و کبیر[37]
دونوں عالم میں رکھ میری توقیر!

رکھ حفاظت سے یا حفیظ[38] مجھے
زار ہوں یا مقیت[39] قوت دے

کر مجھے یا حسیب[40] روزِ حساب
داخلِ خُلد بے حساب و کتاب

دے مجھے یا جلیل[41] جاہ و جلال
کر کرم مجھ پہ اے کریم[42] کمال

کل حوادث سے یا رقیب[43] بچا
کر قبول اے مجیب[44] میری دعا

میرے واسع[45] مجھے دے خوشحالی
دولت و علم فارغ البالی

تو مجھے یا حکیم[46] حکمت دے
یا ودود[47] اپنی ہی محبت دے

دے مجھے یا مجید[48] مجد و علا
ہمسروں میں کر امجد و اعلیٰ

روزِ بعث و نشور یا باعث[49]
ہونا میری نجات کا باعث

تو شہادت دے یا شہید[50] مجھے
راہ میں اپنی کر شہید مجھے

راہِ حق پر چلا مجھے یا حق[51]
نہ پھروں دربدر کبھی ناحق!

کام پورا کر اے وکیل[52] مرا
کوئی تجھ سا نہیں کفیل مرا

باقی آئندہ

تقویٰ اور پرہیزگاری

از جناب عبدالرشید صاحب لدھیانوی موہن پورہ راولپنڈی

تقوےٰ اور پرہیزگاری کی تعلیم اسلام کی اصولی اور بنیادی تعلیمات میں سے ہے یعنی اللہ یوم آخرت اور سلسلۂ نبوت پر ایمان لانے کے بعد جن چیزوں کی دعوت قرآن مجید نے زیادہ اہمیت کے ساتھ اور جن کو گویا انسان کی فلاح و سعادت کا مدار بتلایا ہے۔ ان میں سے ایک تقویٰ بھی ہے اور۔

تقوےٰ کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کے حساب اور جزا و سزا پر یقین رکھتے ہوئے اور اللہ کی پکڑ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے تمام بُرے کاموں اور بُری باتوں سے بچا جائے اور اللہ تعالےٰ کے حکموں پر چلا جائے۔ یعنی جو چیزیں اللہ تعالےٰ نے ہم پر فرض کی ہیں۔ اور اپنے جن بندوں کے جو حقوق ہم پر لازم اور مقرر کئے ہیں ان کو ہم ادا کریں اور جن کاموں اور جن باتوں کو حرام اور ناجائز کر دیا ہے ہم اُن سے بچیں۔ اور اُن کے پاس بھی نہ جائیں۔ اور اُس کے عذاب سے ڈرتے رہیں۔ قرآن و حدیث میں بڑی تاکید کے ساتھ اور بار بار اس تقوےٰ کی تعلیم دی گئی ہے۔ ہم صرف چند آیات اور احادیث یہاں درج کرتے ہیں۔ سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ (آل عمران رکوع ۱۱)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیئے (اور آخری دم تک اسی تقوےٰ کے تحت اس کی فرمانبرداری کرتے رہو۔ یہاں تک کہ) تم کو اسی فرمانبرداری کی حالت میں موت آئے۔

اور سورۂ حشر میں فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ دیکھے اور غور کرے کہ اُس نے کل کے لئے (یعنی آخرت کے لئے) کیا عمل کئے ہیں۔ اور دیکھو اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک وہ تمہارے سب عملوں سے پوری طرح خبردار ہے۔ اور سورہ تغابن میں ارشاد ہے۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا ۝ ترجمہ (اللہ سے ڈرو اور جس قدر بھی تم سے ہو سکے اور اس کے سارے حکم سُنو اور مانو۔)

قرآن شریف ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ سے ڈریں اور پرہیزگاری کے ساتھ زندگی گذاریں۔ دُنیا میں بھی ان پر اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و کرم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُنکی بڑی مدد کرتا ہے۔

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝

ترجمہ (جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کے راستے پیدا کرتا ہے اور اُس کو ایسے طریقے سے رزق دیتا ہے جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

پرہیزگار ہی اللہ کے دوست ہو سکتے ہیں۔ قیامت کے دن انھیں کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۝

ترجمہ۔ (یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے جو دوست ہوتے ہیں۔ انھیں کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سچے مومن اور متقی تھے۔ ان کے واسطے بشارت ہے۔ دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی)

ان متقی اور پرہیزگار لوگوں کو جو نعمتیں آخرۃ میں ملنے والی ہیں۔ ان کا کچھ ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔

قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ (آل عمران رکوع ۲)

ترجمہ:۔ (اے رسول ان لوگوں سے) آپ کہیئے کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جو تمہاری اس دُنیا کی تمام مرغوب چیزوں اور لذّتوں سے بہت بہتر ہے۔ (سنو) ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے ڈریں اور تقویٰ والی زندگی اختیار کریں۔ اُن کے مالک کے پاس ایسے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ایسی بیبیاں ہیں جو بہت پاک ہیں (اور ان کے لئے) اللہ کی رضامندی اور خوشنودی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے سب بندوں کو خوب دیکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں سورہ ص کی یہ آیت سُن لیجیے۔

وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ۝ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ۝ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ۝ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ۝

ترجمہ (اور یقیناً متقی بندوں کے لئے بہت ہی اچھا ٹھکانہ ہے۔ باغ ہیں سدا بہار ہمیشہ رہنے کے کھلے ہوئے ہیں ان کے لئے دروازے بیٹھے ہوں گے۔ ان میں تکیئے لگائے، منگاتے ہیں (خادموں سے بہت) میوے اور شربت اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں سب ایک عمر کی۔ یہ ہے وہ انعام جس کا وعدہ ان کے لئے دیا جا رہا ہے۔ بے شک یہ ہے ہمارا رزق جس کے لئے کبھی ختم ہونا نہیں ہے۔)

اور قرآن مجید ہی میں متقی بندوں کو یہ بھی خوشخبری سنائی گئی ہے کہ اپنے پروردگار کا خاص الخاص قرب ان کو نصیب ہوگا۔ سورۂ قمر کی آخری آیت ہے

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

ترجمہ (متقی بندے (آخرت میں) جنت کے باغات اور نہروں میں رہیں گے۔ ایک عمدہ مقام میں کامل اقتدار رکھنے والے کائنات کے حقیقی بادشاہ کے قریب)

قرآن میں یہ بھی اعلان فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے نزدیک عزت و شرافت کا مدار دنیوی حسب و نسب پر نہیں بلکہ صرف تقویٰ

باقی صفحہ ۱۹ پر

اسلام اور جدید انکشافات

مظاہر قدرت کا مطالعہ

(قرآن کی روشنی میں)

(از جناب ایم عبد الرحمن صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی۔ پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

کائنات ارض و سما خداوند عزوجل کی حیرت انگیز تخلیق ہے۔ حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے قرآن مجید میں نہایت تاکید کے ساتھ مظاہر قدرت کے مطالعہ کی دعوت دی ہے۔ "آسمانوں اور زمین کی خلقت اور لیل و نہار کے اختلاف طلوع و غروب میں ارباب عقل و بصیرت کے لیے حکمت الٰہی کی نشانیاں ہیں"۔ پ۴ ع ۱۱۔

مظاہر قدرت سے روگردانی کرنیوالے قابل مواخذہ ہیں۔ "زمین و آسمان میں کتنی ہی ایسی نشانیاں ہیں۔ جن سے یہ لوگ منہ پھیر کر چل جاتے ہیں"۔ پ۱۳۔ع۶۔

انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لوگ آسمانوں اور زمین کی حکومت پر غور نہیں کرتے۔

عظمتِ کائنات پر نظر رکھنے والے علما خوب جانتے ہیں کہ جس قدر اللہ کی تخلیقات میں تدبّر کیا جاتا ہے۔ اتنی ہی اس میں باریکیاں نکلتی چلی آتی ہیں۔ تلاش و جستجو کے امکانات جس قدر ہزار سال پہلے روشن تھے۔ آج بھی اتنا ہی اُمیدوں کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ حال یہ ہے کہ ستاروں کو چھو لینے کا دعوےٰ لے کر اٹھنے والے سائنسدان برسوں کی کاوش و تحقیق کے بعد حیران ہو کر پکار اُٹھتے ہیں۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً پ۴ ع ۱۱۔ ترجمہ:۔ (اے ہمارے رب! تو نے اس کائنات کو بے مقصد پیدا نہیں کیا ہے۔

قدیم نظریات

قرآن سے پہلے متمدّن قومیں یونانی فلسفہ کے نظریات سے مرعوب تھیں۔ ان کا یقین تھا۔ کہ زمین ساکن ہے۔ سورج چاند اور ستارے دیوتا ہیں۔ آسمان کے گھومنے کے ساتھ ساتھ رات دن آتے جاتے ہیں۔ پہاڑ درخت پانی۔ مٹی جانور اور سورج چاند وغیرہ عظیم قدرت کے مالک ہیں۔ اور لائق عبادت ہیں۔ موسموں کا تغیّر و تبدّل ابر و باد کا آنا جانا سب کچھ سورج اور چاند دیوتاؤں کی نظر عنایت کی وجہ سے انسان کائنات میں ایک حقیر ہستی ہے۔ جس کا کام مظاہر قدرت کے سامنے سر جھکانا اور ہاتھ جوڑنا ہے۔ فکر و ضمیر کی آزادی اس کے لیے نہیں۔ بلکہ وہ خود توہّمات کی بندگی کے لئے مجبور ہے۔

قرآن کے نظریات

قرآن انقلاب عظیم لے کر آیا اور لوگوں کے فکر و خیال، دل و دماغ اور عزائم و اعمال پر اس قدر اثر انداز ہوا کہ انسانیت کی کایا پلٹ ہو گئی۔ غور و فکر اور مطالعہ و نظر کی دُنیا یکسر بدل گئی۔ اس نے نہ صرف قوموں کے رجحانات کو یکسر بدل ڈالا۔ بلکہ افراد کی نفسیات تک تبدیل کر دیں۔ اُنھیں حریّت ضمیر اور حرّیت فکر و نظر سے نوازا اور انسانیت کے مقام کو مقام کو اعلےٰ ترین کر دیا۔

یقیناً ہم نے بنی آدم کو عزّت دی اُسے خشکی اور سمندر پر قابض کیا۔ پاکیزہ رزق دیا۔ اور اکثر مخلوقات پر اسے فضیلت دی"۔ پ۱۵۔ ع ۷۔

زمین کی تمام چیزیں انسان کے لئے ہیں اور آسمانوں کے مؤثرات اور زمین کی سب چیزیں اس کائنات میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے معرفت حق کی بڑی ہی نشانیاں ہیں۔

انسان مصنوعات قدرت کے آگے جھکنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا۔ بلکہ مصنوعات قدرت خود انسان کے نفع کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

غرضیکہ اللہ کے علم و قدرت کا احاطہ نا ممکن ہے۔ البتہ اللہ کی صفتوں میں غور و فکر کرکے انسانی فطرت میں اثر انداز ہونے والی چیزوں سے فائدہ اٹھانا اللہ کی منشاء کے عین مطابق ہے۔ بلکہ اللہ چاہتا ہے کہ انسان کائنات میں غور و تدبّر سے کام لیں۔ تاکہ اس کی قدرت کے عجیب عجیب راز اس پر منکشف ہو جائیں۔ اور اس طرح انہیں معرفتِ حق حاصل ہو وہ جبروت و جلال اور عظمت و جمال الٰہی کی ہیبت و خشیت اپنے دلوں میں محسوس کریں۔ اس کے فرمانبردار بندے بن کر رہیں اور انجام کار فلاح و نجات حاصل کریں۔

راہِ عمل

جب انسان دیکھتا ہے کہ ذرّہ ذرّہ میں نظم، قطرہ قطرہ میں اشتراک ہزاروں اختلافات میں مرکزیت، لاکھوں قسموں میں جمعیت اور کثرت میں وحدت اس قدر ہے کہ ایک منتظم اعلےٰ خالق یگانہ اور رب الارباب کی ہستی کو ماننا ضروری ہے تو اسے دوسری مخلوقات کی طرح اللہ کی اطاعت گزاری کے لئے سرِ نیاز جھکانا چاہیئے اور ہمہ تن اور ہمہ وقت اسی کا ہوکر رہنا چاہیئے۔ استفادہ کائنات کا دراصل مقصد یہی ہے۔ اور نشانہائے قدرت پر صحیح نظر رکھنے والے اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ج پ۱۳ ع ۱۷۔ (ترجمہ) (اور کام میں لگایا۔ تمہارے سورج اور چاند کو ایک دستور پر برابر)

چاند اور سورج جو ایک معین نظام اور ضابطہ کے موافق برابر چل رہے ہیں کبھی تھکتے نہیں نہ رفتار میں فرق پڑتا ہے۔ مگر یہ تمہارے قبضہ میں نہیں کہ جب تم چاہو اور جدھر چاہو۔ ان کی قدرتی حرکت و تاثیر کو پھیر دو۔ تاہم تم بہت سے تصرفات و تدابیر کرکے ان کے اثرات سے بے شمار فوائد حاصل کرتے ہو اور انسانی تصرف و تدبیر سے قطع نظر کرکے بھی وہ قدرتی طور پر ہر وقت تمہاری کسی نہ کسی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ تم سوتے ہو وہ تمہارا کام کرتے ہیں۔ تم چین سے بیٹھے ہو۔ وہ تمہارے لیے سرگرداں ہیں۔ سورج کی چال اور رستہ مقرر ہے۔ اسی پر چلا جاتا ہے۔

ایک انچ یا ایک منٹ اس سے ادھر اُدھر نہیں ہو سکتا۔ جس کام پر لگا دیا ہے ہر وقت اس میں مشغول ہے کسی دم قرار نہیں۔ رات دن کی گردش اور سال بھر کے چکر میں جس جس ٹھکانہ پر اُسے پہنچنا ہے۔ پہنچتا ہے۔ پھر وہاں سے باذنِ خداوندی نیا دورہ شروع کرتا ہے۔ قربِ قیامت تک اسی طرح کرتا رہے گا۔ تاآنکہ ایک وقت آئیگا جب اس کو حکم ہوگا کہ جدھر سے غروب ہوتا ہے۔ اُدھر سے اُلٹا واپس آئے۔ یہی وقت ہے۔ جبکہ توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ بات یہ ہے کہ اس کے طلوع و غروب کا یہ سب نظام اس زبردست اور باخبر ہستی کا قائم کیا ہوا ہے۔ جس کے انتظام کو کوئی دُوسرا شکست نہیں دے سکتا۔ اور نہ اس کی حکمت و دانائی پر کوئی حرف گیری کر سکتا ہے۔ وہ خود جب چاہے اور جس طرح چاہے اُلٹ پلٹ کر سکتا ہے۔ کسی کو انکار کی مجال نہیں ہو سکتی۔

سورج کی طرح چاند بھی ہمیشہ ایک طرح نہیں رہتا۔ بلکہ روزانہ گھٹتا بڑھتا ہے۔ اس کی اٹھائیس منزلیں اللہ نے مقرر کر دی ہیں۔ ان کو ایک معیّن نظام کے ساتھ درجہ بدرجہ طے کرتا ہے۔ چاند اور سوُرج مہینہ کے آخر میں ملتے ہیں تو چاند چھپ جاتا ہے۔ جب آگے بڑھتا ہے تو نظر آتا ہے۔ پھر منزل بہ منزل بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور چودھویں شب کو پورا ہو کر بعد میں گھٹنا شروع ہوتا ہے۔ آخر رفتہ رفتہ اسی پہلی حالت پر آ پہنچتا ہے۔ اور کھجور کی پُرانی ٹہنی کی طرح پتلا خمدار اور بے رونق سا ہو کر رہ جاتا ہے۔

سوُرج کی سلطنت دن میں ہے اور چاند کی رات میں، یہ نہیں ہو سکتا کہ چاند کی نوُر افشانی کے وقت سورج اس کو آ دبائے یعنی دن آگے بڑھ کر رات کا کچھ حصّہ اُڑا لے۔ یا رات سبقت کرکے دن کے ختم ہونے سے پہلے آ جائے۔ جس زمانہ اور جس مُلک میں جو اندازہ دن رات کا رکھ دیا ہے۔ ان کرّات کی مجال نہیں کہ ایک منٹ آگے پیچھے ہو سکیں۔ ہر ایک سیارہ اپنے اپنے مدار میں پڑا چکّر کھا رہا ہے۔ اس سے ایک قدم اِدھر اُدھر نہیں ہٹ سکتا۔ اور باوجود اس قدر سریع حرکت اور کھلی ہوئی

فضا کے نہ ایک دُوسرے سے ٹکراتا ہے۔ نہ مقررہ اندازہ سے زیادہ تیز یا سُست ہوتا ہے۔ کیا یہ اس بات کا واضح نشان نہیں کہ یہ سب عظیم الشان مشینیں اور اُن کے تمام پرُزے کسی ایک زبردست مدبر و دانا ہستی کے قبضۂ اقتدار میں اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ (سُورہ یٰسین پ۲۳۔ ع ۲)

اے لوگو! تم اُس خدا سے کیونکر روگردانی کرتے ہو۔ جس نے کہ تم کو معدوم سے موجود کر دیا اور پھر موجود کرکے یونہی پریشان اور بے سروسامان نہیں چھوڑا۔ بلکہ تمہارے فائدے کے لئے زمین کی ہر ایک چیز کو پیدا کیا۔

"ابر و باد و مہ و خورشید فلک درکاراند"

پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ کی تو اس کے طبقے بنا دیئے۔ کیونکہ زمین کی چیزوں کا سر انجام پانا عُلویات کی تاثیر بغیر نہیں ہو سکتا۔ اگر آفتاب و مہتاب اور ستارے نہ ہوتے تو پھل پھوُل ہزاروں چیزیں نہ ہوتیں۔ الغرض زمین کی چیزوں کو آسمانوں اور آسمانی چیزوں سے ایک عجیب ارتباط ہے۔ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ رزق و روزی ہے۔ وہ آسمان سے اُترتی ہے۔

اوپر کی جانب کو بھی اور اس نیلی چھت کو بھی جو ایک گول گنبد سا نظر آتا ہے۔ سماء کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اور آسمانوں میں کوئی شگاف نہیں ہے۔ ہم نے سات آسمانوں کو اوپر تلے بنایا۔ اے دیکھنے والے تجھے خدا کی پیدائش میں کچھ تفاوت نہ معلوم ہوگا۔ دوبارہ نظر آسمانوں کی طرف اُٹھا۔ تیری نگاہ تھک کر خیرہ رہ جائیگی۔ تمام الہامی کتابوں میں یہ ذکر ہے کہ آسمانوں پر ستارے ہیں اور اُن کے دروازے ہیں جو کھلتے ہیں اور وہاں سے آواز آتی ہے الغرض ہزار ہا برس سے الہامی اور غیر الہامی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام اور دیگر لوگوں کا اس امر میں اتفاق ہے۔ لیکن یونان کا حکیم فیثا غورس آسمانوں کے وجود کا قائل نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ یہ ستارے بذات خود قائم ہیں۔ کسی میں جڑے ہوئے نہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ ستارے اور ثوابت متحرک نہیں صرف زمین حرکت کرتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ زمین بھی متحرک ہے اور ستارے بھی آفتاب کو

مدار ٹھہرا کر اس کے گرد حرکت کرتے ہیں۔ ہاں ہاں چھوٹے چھوٹے ستارے حرکت نہیں کرتے۔ اُن کی حرکت زمین کی حرکت سے محسُوس ہوتی ہے۔ اور جس طرح ستارے آفتاب کے ایک فاصلۂ معیّنہ پر حرکت دوری کرتے ہیں۔ اسی طرح زمین بھی اپنے بُعد معیّن پر اس کے ارد گرد گھومتی ہے۔ اور ستارے صرف یہ زحل۔ مشتری۔ مریخ۔ عطارد۔ زہرہ۔ شمس و قمر ہی نہیں ہیں۔ ان کے سوا اور بھی رصد سے ثابت ہوئے ہیں۔ یہ مذہب فیثا غورس مدّت تک تو حکماء کے نزدیک مردود اور بے قدر رہا۔ مگر اب چند عرصہ سے اس نے یورپ میں بڑا رواج پایا اور یورپ کے بڑے بڑے محقق ان ہی باتوں کو الہامی سمجھنے لگے۔ بلکہ اپنی تحقیقات سے جدید انکشافات کئے۔ اور چاند و سیاروں میں پہاڑ و دیگر اجرام عنصری بلکہ حیوانات کے وجود کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔

دوسرے گروہ کے سردار حکیم بطلیموس کہتے ہیں کہ زمین گول کروی ہے۔ تقریباً اس کا چوتھائی حصّہ ناہمواری کی وجہ سے اونچا اُٹھا ہوا ہے۔ باقی اس کے گرد پانی لپٹا ہوا ہے۔ جس کو سمندر کہتے ہیں۔ پانی کے ارد گرد ہوا لپٹی ہوئی ہے۔ اُس کے اوپر آگ کوسوں تک ہرطرف سے لپٹی ہوئی ہے۔ یہ چار کُرّۂ عناصر کے ہوئے اب جس قدر زمین پانی سے اوپر اُٹھی ہوئی ہے۔ اس پر سب لوگ بستے ہیں۔ ان چاروں کُرّوں کے چو طرف پہلا آسمان ہے جس کو فلکُ القمر بھی کہتے ہیں یعنی اس آسمان میں چاند ہے۔ جیسا کہ نیلے جسم پر ایک سفید گول نشان ہو جاتا ہے اس کے اوپر فلکُ العطارد ہے۔ اس کے اوپر فلکِ زہرہ۔ اس کے اوپر فلکِ شمس یعنی چوتھا آسمان جہاں آفتاب ہے۔ اس کے اوپر فلکِ مریخ کہ جہاں مریخ ستارہ ہے۔ اس کے اوپر فلکِ مشتری کہ جہاں مشتری ستارہ ہے۔ اس کے اوپر فلکِ زحل کہ جہاں زحل ستارہ ہے۔ اس کے اوپر فلکُ الثوابت کہ جہاں سینکڑوں ان گنت ستارے ہیں۔ جو خود بخود حرکت کرتے معلوم نہیں ہوتے یعنی ایک جگہ ہمیشہ ثابت رہتے ہیں۔ چونکہ نیچے کے آسمان بلکہ کُل آسمان نہایت شفاف اور صاف ہیں۔ اس لئے اوپر کے ستارے سب نظر آتے ہیں۔ اسکے اوپر فلکُ الافلاک ہے حدیث میں آیا ہے کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان دوسرے پر تیسرا۔ اسی طرح سات آسمان اوپر نیچے ہیں اور ہر ایک آسمان سے دُوسرے آسمان تک پانسو

(بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے)

جس میں درج ذیل عنوانات پر مقالات و مضامین پڑھے جائیں گے۔ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے حضرات میں تمام اسلامی ممالک کے علاوہ غیر اسلامی ممالک سے بھی فضلاء شامل ہوں گے جن میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی چین اور ہندوستان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) اسلام کا امنِ عالم میں حصّہ۔
(۲) اسلامی تہذیب سے کیا مراد ہے۔
(۳) اسلامی معاشرے کی معیشت۔
(۴) اسلام کا زرعی نظام۔
(۵) اسلام میں اجتہاد کا مقام اور اسلام میں قانون سازی کی اجازت۔
(۶) اسلام کا دُوسرے مذاہب کے ساتھ رویہ اور تعلقات۔
(۷) حکومت کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ
(۸) اسلام کا مادیت کے متعلق خیال۔
(۹) مغربی تہذیب اور تاریخ پر اسلامی اثرات۔
(۱۰) جدید خیالات اور معاشرتی اقدار کا اسلام کو تحدّی (چیلنج)

یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ عنوانات میں اسلام کی ساری تعلیم سمٹ کر آ گئی ہے ان کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس موقعہ پر ہم کارپردازانِ کانفرنس سے دو چیزیں کہنا چاہتے ہیں ان میں سے ایک سوال ہے اور دوسری تجویز ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ کانفرنس محض ادبی اور علمی ہے۔ جس کے مقاصد نشستند و گفتند و برخاستند سے آگے نہیں بڑھتے۔ یا جامعہ پنجاب کے ذہن میں یہ امر بھی محفوظ ہے۔ کہ اُن تمام امور پر جن کا تعلق ہماری حکومت سے ہے۔ بحث و تمحیص کے بعد حکومت کو مناسب تجاویز کے ساتھ رپورٹ پیش کی جائے۔ آخر جہان کُرۂ عالم کے علماء اپنی پوُری دماغی کاوشوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کانفرنس میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور مرکزی حکومت کی جانب سے کم از کم سات لاکھ روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ اس کا کوئی رابطہ تو حکومت کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ اسی ضمن میں یہ سوال بھی آتا ہے۔ کہ اسلامی لا کمیشن کے اراکین میں سے کوئی اس کانفرنس میں شریک ہو رہا ہے یا نہیں۔ ہماری رائے میں تو یہ اُن کے لئے نہایت اچھا موقعہ ہے۔ کانفرنس کی کارگزاری سے اُن کو اچھی رہنمائی مل سکے گی۔

دُوسری چیز یہ ہے کہ سب سے ضروری چیز نظر انداز کر دی گئی ہے۔ ایسا عنوان بھی تجویز کر دیا جاتا جس کے تحت مُسلمان قوم اپنے ماضی حال اور مستقبل کا جائزہ لے سکتی۔ اور غور و خوض ہو سکتا کہ آج مسلمان کیوں رو بہ تنزّل ہیں عالمِ اسلامی کے فاضل مقرّرین سامعین کو بتاتے کہ وہ کونسی وجوہات ہیں۔ جن کے باعث مسلمان قوم سیاسی معاشی اور معاشرتی طور پر غیر مسلم اقوام کی غلامی میں پڑی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ علاج کی عملی صورتوں پر بھی اظہارِ خیال کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کانفرنس تشنۂ تکمیل رہے گی۔

اگر اس کانفرنس میں زیرِ بحث عنوانات کو کافی عرصہ پہلے بر سرِ عام لایا جاتا۔ تو اُمید ہے کہ اس سے بھی مفید تجاویز مختلف گوشوں سے پیش کی جاتیں۔ اب وقت قلیل ہے۔ لیکن ہم پاکستان سے کانفرنس میں شریک ہونے والے علما سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس جانب بھی اپنی توجہ ضرور مبذول فرمائیں اور اپنے قابل قدر اور مفید مقالات میں اس پہلو پر بھی ضرور اظہار خیال فرمائیں۔

قرار داد تعزیت

(مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۵۷ء قبل از نماز جمعہ منظور ہوئی)

مسلمانان سنہری مسجد کا یہ اجتماعِ عام شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے حادثۂ ارتحال کو دُنیائے اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ قرار دیتا ہے۔

حضرت مولاناؒ کی وفات حسرت آیات سے دُنیا بھر کے مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا ہے۔ وہ ناقابلِ تلافی ہے۔ حق تعالیٰ سے ہم سب حاضرین کی بخلوص قلب دُعا ہے کہ وہ مولیناؒ کو اپنے جوار رحمت میں مقام عالی عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

(حضرت مولانا) محمد علی خطیب مسجد سنہری لاہور
(موئدہ مولوی محمد حسین مولوی فاضل)

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

قطعۂ تاریخ

از جناب عارف ہوشیارپوری

بر وفات حسرت آیات آقائی و مولائی و مرشدی شیخ العرب والعجم الحاج والحافظ السید حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند رحمہ اللہ تعالیٰ کثیراً کثیرا

آج دُنیا سے ہو گئے رُخصت
شیخِ عالم حسین احمدؒ آہ
عالمِ باعمل مجدّدِ وقت
وہ محدّث وُہ عارفِ باللہ
صاحبِ عزم و صاحبِ ہمّت
خدمتِ دین شغلِ شام و پگاہ
آپ اپنی مثال تھے یارو
شیخِ مدنی وُہ مردِ حق آگاہ
گردشِ چرخ نے دکھایا ہے
مرگِ حضرت کا صدمۂ جانکاہ
کھینچ کر آہ یوں کہو عارف
گُل ہُوا ہے چراغ اہل اللہ

۱۳۸۳ — ۶ = ۱۳۷۷ ہجری

حضرت مدنیؒ نمبر

بعض احباب کے اصرار پر ادارہ ہفت روزہ 'خدام الدین' نے فیصلہ کیا ہے کہ حضرت مدنیؒ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بُلند پایہ مضامین ایک نمبر کی شکل میں شائع کئے جائیں اہلِ قلم سے عموماً اور حضرتؒ کے متعلقین سے خصوصاً درخواست ہے کہ وہ اپنے مضامین جلد از جلد دفتر ہٰذا میں ارسال فرما دیں تاکہ اس خاص نمبر کی ترتیب کا کام فوراً شروع ہو سکے۔ (ادارہ)

بقیہ محمدؐ کی شان صفحہ ۱۲ سے آگے۔

تھا۔ کہ ظاہری نیند کی حالت میں بھی ادراک اور شعور کا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ آپؐ کے پسینہ سے کستوری سے زیادہ خوشبو آتی تھی۔ آپؐ کے بدن پر مکھی نہ بیٹھتی۔ آپؐ کے لعاب میں اتنی برکتیں تھیں جو حد شمار سے باہر تھیں۔ کھاری کوئیں میں پڑے پانی کو میٹھا کر دے۔ حدیبیہ کے خشک کنوئیں میں پڑ جائے تو پانی پیدا کر دے۔ حضرت جابرؓ کی ہانڈی میں پڑ کر شوربا بوٹیاں بڑھا دے۔ آٹے میں پڑے تو ہزاروں آدمی کھا جائیں اور آٹا جو صرف قلیل مقدار میں تھا ختم نہ ہو۔ حضرت صدیقؓ کے پاؤں میں پہنچ کر سانپ کے زہر کو دفع کر دے اور تریاق کا کام دے۔ عبداللہ بن عتیق کے ٹوٹے ہوئے پاؤں میں لگانے سے ہڈی کو جوڑ دے۔ حضرت علیؓ کی دکھتی ہوئی آنکھوں میں لگے تو فوراً آرام آ جائے۔ غرضیکہ سرمبارک سے پاؤں مبارک تک ہر عضو کی برکات ایک دوسری سے عجیب و غریب ہیں۔ جو کہ حد شمار سے بھی باہر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر لحاظ سے تمام انسانوں سے اعلےٰ تھے۔ آپؐ کی بشریت میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے کمال ہی کمال بھرپور کر رکھے تھے۔ آپؐ کے نور کی مثال ایسے ہے۔ جیسے لوہا کو آگ میں رکھا جاوے اور جب وہ خوب گرم ہو جاتا ہے تو آگ سے بھی زیادہ جلانے کی تاثیر رکھتا ہے۔ آگ کا انگارہ ہاتھ میں معمولی دیر کے لئے رکھ سکتے ہیں۔ انگارہ کو ہاتھ لگانا آسان مگر لوہا جو تیز گرم آگ کی طرح ہوتا ہے۔ اس کو ہاتھ لگانا مشکل ہے فوراً جلا دے گا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نوری ملائکہ کی شان اختیار کرتے تھے تو آپؐ کا نور اتنا تیز ہو جاتا تھا کہ ملائکہ بھی عاجز ہو جاتے تھے۔ خود حضورؐ نے فرمایا۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ترجمہ:۔ بعض وقت ہم کو اللہ سے وہ قرب ہوتا ہے کہ اس میں مقرب فرشتہ کی بھی گنجائش نہیں۔ چنانچہ سدرہ پر پہنچ کر طاقت نوری ختم ہو گئی۔ مگر حضور علیہ السلام کی بشری طاقت کی ابتداء تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عاجز ہو کر کہا کہ

بگفتا فراتر مجالم نماند
بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

سُبحان اللہ مملکت نبوت کا آخری تخت نشین۔ صادق۔ امین۔ طٰہٰ۔ یٰسین سید المرسلین۔ رحمۃ للعٰلمین۔ خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین۔ صاحب علم الاولین والآخرین لا الٰہ الا اللہ کی شمع لئے ہوئے اس ظلمتکدہ کو روشن کرنے کے لئے مبعوث ہوا۔ زمانہ نے زبان حال سے استقبال کیا۔ حق کا غلغلہ ہوا۔ باطل سرنگوں ہوا۔ آتشکدوں اور بت خانوں میں زلزلہ آ گیا۔ توحید و تکبیر کے نعروں سے زمین و آسمان گونجنے لگے۔ سبحان اللہ کیسی مالک الملک نے شان بنائی تھی کہ آپؐ کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ایک دفعہ جنگل میں قضائے حاجت کے لئے پردہ نہیں تھا۔ تو درختوں کو اشارہ سے بلوایا گیا۔ درختوں نے فوراً حاضر ہو کر پردہ بنا لیا۔ قضائے حاجت کے بعد آپؐ کے حکم سے فوراً اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ ایک دفعہ دودھ کا پیالہ سینکڑوں آدمیوں نے پیا۔ مگر آپؐ کی برکت سے ختم نہ ہوا۔ جنگل میں جہاں فوجیں۔ گھوڑے شدت پیاس سے بے تاب تھے تھوڑا سا پانی پیالہ میں منگوا کر اپنا دست مبارک ڈال دیا۔ فوراً پانی انگلیوں کے پوروں سے فراوانی کے ساتھ جاری ہو گیا۔ تمام فوجوں اور گھوڑوں نے پانی پیا۔ مشکیزے بھرے مگر وہ دریائے رحمت ختم نہ ہونے پایا۔

باقی پھر۔

بقیہ بہن کے نام صفحہ ۲ سے آگے۔

حرارت کا مظاہرہ کر دیتی ہیں۔ بالکل اسی طرح موسےٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کا بالواسطہ جلوہ دیکھا اور بے ہوش ہو گئے۔ اللہ اکبر۔ اس ذات پاک کا ایک پیغمبر اور موسےٰ ایسا اولوالعزم پیغمبر جب اس کے بالواسطہ جلوہ کی بھی تاب نہیں لا سکا تو ہم ناچیز تو ہیں کس گنتی میں۔

اسی طرح کفار بھی پیغمبروں سے یہ مطالبہ کرتے رہے کہ جب تک ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیں گے۔ ایمان نہیں لائیں گے۔ آخرکار ایک بجلی چمکی اور وہ خاکستر ہو کر رہ گئے۔ لیکن یہاں جلوۂ خدا غضب کی صورت میں دکھائی دیا۔ بہرکیف خدا کی بصیرت افروز نظر اس کا بالواسطہ جلوہ تک دیکھنے سے قاصر ہے۔ تو اس ضمن میں ہم ایسے دنیادار جن کی روحیں آلودہ۔ دل کثیف اور آنکھیں بے بصر ہیں۔ خدا کو دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دیدار الٰہی سے بالواسطہ مشرف ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا تو کیا اس مثالی نور کی ضیاؤں سے ہستیٔ انسان منور ہو سکتی ہے۔ جس نور کا حوالہ خداوند قدوس نے سورۂ النور میں ہماری فہم و ادراک کے لئے پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں جملہ شرعی پابندیوں کو اپنے اوپر عائد کرنے کے بعد صوفیائے کرام کچھ رہبری فرماتے ہیں۔ اور روحانی ارتقا کے لئے راہوں کو ہموار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اسی صورت کے آخیر میں فرماتا ہے۔ کہ اللہ اپنے نور تک جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے۔

توصیف! اس ہستیٔ عظیم کا ذہن میں مثالی اور تصوراتی خاکہ قائم کرنے کے لئے ہمیں مندرجہ بالا سطور کی روشنی میں آگے بڑھنا ہوگا اور اس کے لئے ابتدائی بات یہ ہے کہ ہم اسم اللہ کا تصور کریں۔ مردوں کو باجماعت نماز پڑھتے ہوئے اس قسم کا تصور رکھنا نہایت ضروری ہے کہ ہمارا رُخ کعبہ کی طرف ہے اور وہ ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ اور امام کی تکبیر اللہ اکبر سے ہمارے دل اور دماغ پر ایک متواتر ضرب پڑ رہی ہے۔ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہر جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ اکبر کی تکبیر ضروری ہے۔ اور یہی حلال ہونے کی شرط ہے۔ ہمارا نفس سرکش بھی اللہ اکبر کی ضرب سے ذبح ہو کر حلال ہو سکتا ہے۔ اور پاکیزگی اور روشن ضمیری کی منزل کی راہوں میں گامزن ہو سکتا ہے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد بھی ہمارے جملہ مشاغل میں اسم اللہ کا تصور رہنا چاہیئے۔ اگر یہ تصور قائم کرنے میں کوئی کامیاب ہو جائے۔ تو دنیا کے تمام لہو و لعب سے خود بخود گریز ہو جائے گا۔ نفسانی خواہشات فنا ہو جائیں گی۔ دل مردہ زندہ ہو جائے گا۔ اور روح ارتقا کی منزلیں طے کرنی شروع کر دے گی۔

توصیف! اوّل اوّل اگر تم اور

تقویٰ اور پرہیزگاری صفحہ ۱۴ سے آگے۔

ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ ترجمہ سب سے زیادہ باعزت اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تقوےٰ میں بڑا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک حدیث میں فرمایا ہے۔ "مجھ سے زیادہ قریب اور مجھے زیادہ پیارے وہی لوگ ہیں۔ جن میں تقویٰ کی صفت ہے۔ خواہ وہ کسی قوم و نسل سے ہوں اور کسی بھی ملک میں رہتے ہوں۔

تقوےٰ (یعنی خدا کا خوف) ساری نیکیوں کی جڑ ہے۔ جس شخص میں جتنا تقویٰ ہوگا۔ اس میں اتنی ہی نیکیاں اور اچھائیاں جمع ہونگی اور اتنا ہی وہ بُرے کاموں اور بُری باتوں سے دُور ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ کے ایک صحابیؓ نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت میں نے حضورؐ کے بہت سے ارشادات اور بہت سی ہدایات سُنی ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ یہ ساری ہدائیتیں اور نصیحتیں مجھے یاد نہ رہ سکیں۔ اس لئے حضورؐ کوئی ایک جامع نصیحت فرمائیں جو میرے لئے کافی ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے علم اور واقفیت کی حد تک خدا سے ڈرتے رہو اور اسی ڈر اور فکر اور تقوےٰ کے ساتھ زندگی گزارو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

...رت ہوگا۔ وہ سویرے چل ... جو سویرے چل دے گا وہ ... منزل پر پہنچ جائے گا" بالکل ... کی ہے۔ اس حدیث کی جس ... ہے سہ

... ہی عدم کے واسطے ساماں کر غافل
... شب سے اُٹھتے ہیں جو جانا دُور ہوتا ہے

... ہیں خوش نصیب اور کامیاب وہی ... جو خدا سے ڈریں اور آخرت کی ... یں۔ خدا کے خوف سے اور اس کے ... کے ڈر سے اگر ایک آنسو بھی آنکھ ... آئے تو اللہ تعالےٰ کے یہاں ... بڑی قدر ہے۔ حدیث شریف میں ... ہے

اللہ تعالےٰ کو انسان کے دو قطروں سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں۔ پس وہ قطرے جو اللہ کو بہت پیارے ہیں ان میں سے ایک تو آنسو کا وہ قطرہ ہے جو اللہ کے خوف سے کسی آنکھ سے نکلا ہو۔ اور دوسرا خون کا وہ قطرہ ہے جو راہ خدا میں کسی کے جسم سے بہا ہو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ "ایسا آدمی کبھی دوزخ میں نہیں جا سکتا جو اللہ کے خوف سے روتا ہو"

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ "تم میں سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو زیادہ خدا سے ڈرتا ہے"

الغرض خدا کا سچّا خوف اور آخرت کی فکر اگر کسی کو نصیب ہو جائے تو بہت بڑی نعمت ہے۔ اور اس خوف اور فکر سے آدمی کی زندگی سونا بن جاتی ہے۔

بھائیو خوب سمجھ لو! اس چند روزہ دنیا میں جو خدا سے ڈرتا رہے گا۔ مرنے کے بعد آخرت کی زندگی میں اس کو کوئی خوف اور رنج و غم نہ ہوگا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہمیشہ ہمیشہ خوش و خرّم اور بڑے چین و آرام سے رہے گا۔ اور جو یہاں خُدا سے نہ ڈرے گا اور آخرت کی فکر نہ کرے گا اور دُنیا ہی کی لذتوں میں مست رہے گا۔ وہ آخرت میں بڑے دُکھ اُٹھائے گا۔ اور ہزاروں برس خون کے آنسو روئے گا۔

متقی بننے کا آسان طریقہ

تقویٰ یعنی خوفِ خدا اور فکر آخرت پیدا کرنے کا سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ اللہ کے ان نیک بندوں کی صحبت ہے۔ جو خدا سے ڈرتے ہوں اور اُس کے حکموں پر چلتے ہوں۔

دُوسرا ذریعہ دین کی اچھّی معتبر کتابوں کا پڑھنا اور سُننا ہے۔ اور تیسرا ذریعہ یہ ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنی موت کا خیال کیا کرے۔ اور مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے نیکیوں پر جو ثواب اور گناہوں پر جو عذاب ملنے والا ہے۔ اس کو یاد اور اس کا دھیان کیا کرے۔ اور اپنی حالت پر غور کیا کرے اور سوچا کرے کہ قبر میں میرا کیا حال ہوگا۔ اور جب خدا کے سامنے پیشی ہوگی۔ اور قیامت میں جب سب بندے اٹھائے جائیں گے تو میری کیا حالت ہوگی۔ اور میرا نامۂ اعمال میرے سامنے کھولا جائیگا۔ تو میں کیا جواب دوں گا۔ اورکہاں مُنہ چھپاؤں گا۔ الغرض اسیطرح روزانہ سوچا کرے۔

جو شخص ان طریقوں کو استعمال کرے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کو ضرور تقوےٰ نصیب ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو نصیب کرے۔

بقیہ بہن کے نام صفحہ ۱۸ سے آگے۔

اپنے دیگر مشاغل میں مندرجہ بالا طریق پر اللہ تعالےٰ کے تصور پر عمل پیراء ہونے میں دقتیں محسوس کرو تو بوقت نماز کم از کم اتنا ضرور احساس ہونا چاہیئے۔ کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ہماری ہر حرکت اس کی نظر میں ہے۔ بلکہ ہمارے دل میں آنے والے ہر خیال سے وہ کلی طور پر واقف ہے۔ وہ ہر اس بات کو سُن رہا ہے۔ جس کی ادائیگی ہم نماز کے ارکان کی صورت میں کرتے ہیں۔ وہ ہمارے ظاہر و باطن سے پورے طور پر آگاہ ہے۔ ایک طالب علم اپنے اُستاد کی موجودگی میں شور و غل مچانے کی جُرائت نہیں کر سکتا اور بوقت درس اپنے خیالات کو غیر متعلقہ چیزوں کی طرف منعطف نہیں کرتا۔ پھر اس کے حضور میں جو رب العالمین ہے ہمیں بھی اپنے خیالات میں یکسوئی پیدا کرنا بدرجۂ اتم ضروری ہے۔ اور جس طرح ایک طالب علم اپنے اُستاد کی عزّت اور وقار کا پاس رکھتا ہے۔ ہمیں بھی رب العزّت کے دربار میں پورے جذبۂ احترام خضوع و خشوع کے ساتھ حاضر ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس کی عظمت ہمارے دلوں پر چھائی رہے۔ اگر اوّل اول اس کی موجودگی کا یہ خوف ہمارے دلوں پر چھا جائے تو اگلی منزلیں خود بخود رفتہ رفتہ طے ہوتی شروع ہو جائیں گی۔

قرارداد تعزیت

رسول اللہ کا وارث ولی اللہ کا وارث وہ نور العین امداد رشید کتب ربّانی

انجمن اہلسنت والجماعت (رجسٹرڈ) شیخوپورہ کی طرف سے بروز جمعۃ المبارک حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کی یاد میں ایک جلسہ عام جامع مسجد عیدگاہ میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا کی زندگی پر روشنی ڈالی گئی اور اُن کی خدمات جو کہ انہوں نے حکومت برطانیہ کے خلاف سرانجام دی تھیں۔ سراہا گیا اور ایک قرارداد تعزیت کے ذریعہ ان کی وفات حسرت آیات کو ملت اسلامیہ کا المیہ قرار دیا گیا اور اُن کی خدمات پر جو کہ آپ نے عمر بھر کی عظیم الشان قربانیوں کی شکل میں سرانجام دیں کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ آپؒ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے اس پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ آخر میں مولانا مرحوم کے متوسلین و تلامذہ و دارالعلوم نیز حضرتؒ کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کی گئی اور دُعا کی گئی کہ خداوند قدوس حضرت مرحوم جیسا صحیح سچّا مخلص مجسمۂ ایثار و قربانی جانشین عطا فرماوے۔ تاکہ دنیائے اسلام کا یہ مرکزی ادارہ اپنی مرکزیت قائم رکھ سکے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

قیمت ۴؍

منظور شدہ محکمہ تعلیم

۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۹ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء

ایڈیٹر عبدالمنان چوہان

۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C.۲۷۳-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک سالانہ ۱۱؍ شش ماہی ۶؍

ہمارا نصب العین تبلیغ دین اور اشاعت اسلام ہے

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا